قانون سازی پر نظر

عورت پبلیکیشن
اینڈ انفارمیشن
سروس فاؤنڈیشن

بانی ادارت: شہلا ضیاء
سرپرست اعلیٰ: نگار احمد

سیلاب سے متاثرہ عورتوں کے مسائل اور درپیش چیلنجز

تحریر: طاہرہ عبداللہ

آج، بمشکل دو ماہ بعد، اسلام آباد، کراچی، لاہور، پشاور اور کوئٹہ کے کوچۂ امراء میں رہنے والے اور اقتدار کی اعلیٰ مسندوں پر فائز کتنے لوگ ایسے ہوں گے جنہیں اب بھی یاد ہے کہ 29 جولائی 2010 کو کیا ہوا تھا؟ یا پھر معمولات زندگی کی دھکم پیل مثلاً ولادت، یوم ولادت اور دھوم دھام سے شادیاں، فیشن شو، محافل موسیقی، نمائشیں، ریستورانوں میں من پسند کھانے، خریداری اور حتیٰ کہ بڑے ہوٹلوں میں کاروباری اجلاس، سیمینار اور کانفرنسوں کا انعقاد، اتنی مضبوط ہے کہ ہم مصیبت اور محرومی کے مارے سیلاب سے متاثرہ بہنوں، بھائیوں اور بچوں کو فراموش کر چکے ہیں اور ان سے متعلق مزید کچھ سوچنے کی زحمت نہیں کرنا چاہتے؟

مگر شتر مرغ کی طرح گردن ریت میں دھنساتے ہوئے اگر ہم اس ضمن میں سوچنا چھوڑ بھی دیں پھر بھی دریائے سندھ کے کناروں سے اُمڈنے والی یہ آفت جلد ہمارا پیچھا چھوڑتی دکھائی نہیں دیتی۔

دنیا کے اس حصے میں رہتے ہوئے ہم مون سون کی غیر معمولی بارشوں کے نتیجے میں آنے والے سیلاب اور کبھی اس کی بجائے خشک سالی، گاہے بگاہے تباہ کن زلزلوں جیسا کہ 2005 میں آیا، بڑے پیمانے پر ہجرت جس میں مہاجرین اور اندرون ملک عارضی نقل مکانی شامل ہے، جیسے واقعات دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ پس 2010 کا موسم گرما، کیونکر مختلف ہے؟

2010 کے موسم گرما نے سب کچھ بدل کر رکھ دیا۔ یہ ہماری زندگی میں ایک ڈراؤنے خواب کی طرح ہمیشہ باقی رہے گا جو خاموشی سے اُمڈ کر آیا اور بائبل کی داستان میں طوفانوں جیسی طوالت اختیار کرتے ہوئے دو کروڑ دس لاکھ افراد، آبادی کے آٹھویں حصے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، اور چاروں صوبوں بلوچستان (جہاں یہ وسط جولائی سے شروع ہو گیا تھا)، خیبر پختونخواہ، پنجاب، سندھ، گلگت بلتستان اور آزاد جموں و کشمیر کی زمینوں کے مجموعی طور پر پانچویں حصے کو متاثر کیا۔

رسائی اور درپیش صورت حال سے نمٹنے کے حوالے سے سب سے زیادہ دشوار گزار شمال مغربی پہاڑی علاقے رہے ہیں جن میں خیبر پختونخواہ کا علاقہ مالاکنڈ اور گلگت بلتستان شامل ہیں جہاں نہ تو ہیلی کاپٹر اور کشتیوں کے ذریعے پہنچنا آسان تھا اور نہ ہی ٹرکوں کے ذریعے کیونکہ ہزاروں پل ٹوٹ چکے تھے جبکہ مسلسل خراب موسم نے صورتحال کو مزید پیچیدہ کر دیا تھا۔ ان خطرناک علاقوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں امدادی سامانوں سے لدے خچروں اور قلیوں کا سہارا لینا پڑا اور عملاً یہ صورتحال ہمیں واپس دسویں صدی میں لے جانے کا سبب بن گئی۔ موسم سرما کی بارشیں اور برفباری ستمبر میں شروع ہو گئی تھیں اور اگر ہنگامی بنیادوں پر بھرپور اقدامات نہ کئے گئے تو لاکھوں افراد کو نمونیا، شدید ٹھنڈ یا بھوک کے باعث موت کے منہ میں جانے کا خدشہ اور بڑھ جائے گا اور ہمیشہ کے طرح سب سے زیادہ متاثر خواتین، بچے اور بوڑھے ہوں گے۔

امدادی سرگرمیوں میں حصہ لینے والی خواتین رضا کاروں کا کہنا ہے کہ ان کا جس سے بھی واسطہ پڑا (حکومت، اقوام متحدہ، غیر سرکاری تنظیمیں، دکھی انسانیت کی مدد کے لئے کام کرنے والے، شوبز کی شخصیات، میڈیا)، کہیں بھی خواتین سے متعلق مخصوص معاملات، ضروریات، مسائل کی نہ تو شنوائی ہوئی اور نہ ہی انھیں ترجیح ملی، حتیٰ کہ آواز اٹھائے جانے تک، اور ان کی نشاندہی کے باوجود سب جوں کا توں رہا۔ یہ بات خصوصیت سے نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے)، اقوام متحدہ کے ہفتہ وار رابطہ کار اجلاسوں اور علاقائی اور جغرافیائی کلسٹرز پر صادق آتی ہے۔ ٹاسک فورس ہو یا تحفظ کلسٹر، سب ہی صنفی حوالے سے معاملات کو نظر انداز کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

خواتین کے معاملات اب بھی فراموش کئے جا رہے ہیں۔ اس حوالے سے معاملہ اب بھی جوں کا توں ہے، مطلب مرد فیصلہ سازوں کے ذریعے مردوں کیلئے مردوں کا فیصلہ۔ خواتین بدستور رعایا اور کمزور، غیر مرئی، نظر انداز اور الگ تھلگ صنف ہے جن کا نام محض خوراک کے حصول، خیموں کی تنصیب اور غذا سے ہٹ کر اشیاء کی فراہمی کے حوالے سے 'شامل' کرنے کے لئے ہے۔ انہیں انسانی شرف اور انسانی وقار سے عنقا، امداد کے فرسودہ طریقے میں محض 'مستفید کنندہ' خیال کیا جاتا ہے۔

(بقیہ اگلے صفحے پر)

سیلاب اور حکمرانی کے مسائل

تحریر: نعیم مرزا

سیلاب کے غیر معمولی ہونے کے باوجود میں ان لوگوں کی رائے سے اتفاق کرنا چاہوں گا جن کا کہنا ہے کہ سیلاب کے بعد کم از کم ابتدائی مرحلے میں صورت حال پر ریاستی ردعمل 'سرکاری پالیسی کی ناکامی' ہے۔ مقامی سطح پر صورت حال سے نمٹنے کا کوئی سرکاری نظام وضع نہیں تھا لہٰذا اس سطح پر کوئی عملی اقدام بھی دیکھنے میں نہ آ سکا۔ 'مقامی حکومتیں' جو نچلی سطح پر مقامی قیادت اور انتظامیہ بہم پہنچانے کا ذریعہ رہی ہیں وہ موجود نہ تھیں کیونکہ ایک سال سے زائد عرصہ قبل انہیں ختم کیا جا چکا تھا اور تقریباً تمام صوبائی حکومتیں تنگ نظری پر مبنی سوچ کے باعث مقامی سطح پر انتخابات کے انعقاد میں دلچسپی لینے سے عاری رہیں۔ ڈی سی او ز دفاتر ساختی ڈھانچے کے اعتبار سے بہت کمزور تھے اور جو کچھ تھا وہ ضرورت کے مقابلے میں انتہائی ناکافی تھا۔

میری پہلی سفارش لہٰذا یہ ہوگی کہ فوری طور پر مقامی انتخابات کرائے جائیں اور مقامی حکومتوں کو بحال کیا جائے۔ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بحالی اور تعمیر نو سے متعلق مستقبل کی تمام منصوبہ بندی مقامی شرکت اور احساس شمولیت دلاتے ہوئے کی جائے۔ حکمرانی کے اس بنیادی ادارے کی بحالی میں مزید تاخیر یا سودے بازی اس سے کہیں زیادہ نقصان کا باعث ہوگی جس سے ہم دوچار ہو چکے ہیں۔

اختیارات کے مقامی ڈھانچوں کی عدم موجودگی کا بڑا خلاء خود لوگوں، انسانی بنیادوں پر کام کرنے والے شہری گروپوں اور تنظیموں، فوج اور اقوام متحدہ کے اداروں نے پورا کیا۔ متاثرہ حلقوں میں مقامی سیاسی قیادت بھی موجود رہی اور اس سے جو کچھ ممکن تھا وہ کیا۔ اگرچہ صورت حال پر ردعمل منصوبہ بندی کے بغیر اور بے ہنگم تھا تاہم اس دوران ایک دوسرے کی مدد کیلئے مصروف لوگوں میں انسانیت کا روشن پہلو بہت نمایاں تھا۔

ایسی متاثرہ آبادی، جو روز اول سے ہی مدد کیلئے ناقابل رسائی بیرونی امداد کی طلبگار تھی' کو امدادی اشیاء اور پناہ کی فراہمی میں نیشنل رورل سپورٹ پروگرام کے کمیونٹی گروپ، عورت فاؤنڈیشن کے رضا کار' ایس پی او اور سول سوسائٹی کی کئی دیگر تنظیمیں، کمیونٹی تنظیمیں اور وابستگی کے حامل سرگرم کارکن ہمہ تن مصروف عمل دکھائی دیئے۔

یہ امر پاکستان میں غیر معمولی سماجی سرمائے کی موجودگی کی عکاسی کرتا ہے۔ میری حکومت سے استدعا ہوگی کہ وہ مہارت، جذبے اور رضا کاریت کے اس خزانے سے استفادہ کرے۔ بحران سے نمٹنے کیلئے مستقبل کی کسی منصوبہ بندی میں حکومت اور سول سوسائٹی کی کاوشوں میں ارتباط بہت اہم ہوگا۔

امداد اور بچاؤ کی ان کاوشوں کے دوران واضح طور پر یہ خلاء دیکھنے میں آیا کہ آفات سے نمٹنے کیلئے درکار تربیت کا فقدان ہے یا سادہ الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ صورت حال سے عہدہ برا ہونے کے حوالے سے تیاری موجود نہیں تھی۔ فوج اور اقوام متحدہ کے اداروں اور بعض غیر سرکاری تنظیموں کے چند رضا کاروں کے سوا کسی کے پاس بھی درپیش حالات سے نمٹنے کیلئے درکار تجربہ نہیں تھا۔

ایک کے بعد دوسری حکومتوں کی جانب سے آفات سے نمٹنے کی منصوبہ بندی اور حکمت عمل اختیار کرنے میں ناکامی خصوصاً گذشتہ پانچ برسوں کے دوران دو بڑے بحرانوں اور تصادم کے حالات یعنی 2005 کے زلزلے اور 2009 میں اندرون ملک

بقیہ صفحہ 4 پر

یو این ویمن کی سربراہ مِشل بیشلٹ

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون نے 14 ستمبر 2010 کو، صنفی حوالے سے نئی تنظیم۔ یو این ویمن کی سربراہی کیلئے، چلی کی سابقہ صدر مشل بیشلٹ کی بطور انڈر سیکرٹری جنرل تقرری کا اعلان کیا۔ مشل بیشلٹ، 29 ستمبر 1951 کو چلی کے شہر سینٹیاگو میں پیدا ہوئیں۔ انڈر سیکرٹری جنرل یو این وومن جیسے اہم عہدے پر تقرری دراصل عالمی سطح پر انکی متحرک قائدانہ صلاحیتوں، سیاسی امور میں مہارت اور قابلیت کی بنیاد پر ہوئی تاکہ سرکاری اور پرائیویٹ شعبے میں اقوام متحدہ اور اسکے شریک اداروں کے درمیان اتفاق رائے پیدا کیا جا سکے۔

متعلقہ مضمون صفحہ 6 پر

سیلاب سے متاثرہ عورتوں کے مسائل اور درپیش چیلنجز

بقیہ صفحہ 1سے

مردوں کے کنٹرول میں امدادی کام کے حوالے سے بھی وقارانسانیت بہت ہی کم دیکھنے میں آیا ہے۔ بحران کا اسکیل پیمانے اور بے عمیق متاثرہ آبادی حکومت پر اس حد تک اثر انداز ہوئی ہے کہ ابتدائی امداد کی تقسیم خصوصاً پکی ہوئی خوراک کی ہمہ وقت کمی کی صورت حال دیکھنے میں آئی جس کے نتیجے میں غصہ، خوراک پر ہنگامہ بازی اور لوٹ مار، افراتفری اور امن وامان کے مسائل سامنے آئے۔

زیادہ سنگین مسائل بدستور موجود ہیں۔

1۔اعدادوشمار: سیلاب سے نمٹنے کے لئے ضروری منصوبہ بندی کی خاطر بحالی اور تعمیر نو کے لئے مرد، عورتیں اور بچوں پر مشتمل متاثرین سیلاب کی درست تعداد بمع صنف، عمر، جغرافیائی مقام (ضلع وار) اور روزگار سے متعلق معلومات کی ضرورت ہے۔

2۔عورتوں کی زیر سربراہی خاندان : حکومت خواتین سربراہ گھرانوں کو تسلیم نہیں کرتی اور ایسے گھرانوں کو خاندان کے بڑے یا قریبی مرد رشتے دار کے نام کے تحت رجسٹر کرنے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس عمل کے فطری نتیجے میں عورتیں زمین اور جائیداد کے حقوق، مالیاتی تلافی، گزر اوقات کیلئے درکار آمدنی سے محروم ہو جاتی ہیں۔

3۔ زرتلافی کی موزونیت اور برابری: حکومت نے متاثرین کے لئے 20ہزار روپے کی پہلی قسط بطور زرتلافی جاری کی ہے جس کے بعد 80 ہزار فی گھرانہ مزید دیئے جائیں گے۔ متاثرین زلزلہ کو دیئے گئے دو لاکھ 25 ہزار روپے زرتلافی عورتوں میں بڑھتی ہوئی غربت (پاکستان میں تناسب1/3) کے پیش نظر یہ رقم انتہائی قلیل ہے۔ تاہم رقم خواہ کتنی ہی ہو کیوں نہ ہو عورتوں کی زیر سربراہی گھرانوں کو رجسٹر کرنے کی ضرورت ہے تا کہ وہ اپنے حق کے حصول کی حقدار بن سکیں۔

4۔نشاندہی: عورتوں خصوصاً دیہی علاقوں کی مکینوں کے پاس روایتی طور پر شناختی کارڈ نہیں جس کے نقصانات یہ ہیں کہ انہیں بنک اکاؤنٹس، کریڈٹ / ڈیبٹ / سمارٹ اور وطن کارڈ کیلئے شناخت کی دوسری صورتوں تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ منصفانہ اور برابری کی بنیاد پر بحالی اور تعمیر نو کے لئے یہ رسائی ناگزیر ہے۔ اس کے لئے سفارش کی گئی ہے کہ نادرا کی موبائل ٹیمیں خصوصاً دیہی علاقوں میں متاثرین سیلاب، امدادی کیمپوں اور میزبان خاندانوں تک رسائی حاصل کریں اور تمام عورتوں اور مردوں کو قومی شناختی کارڈ مہیا کئے جائیں۔

5۔پناہ گاہ اور بنیادی ڈھانچہ: ماضی کے مقبول نعرے کہ 'بہترین تعمیر کرو' کی بجائے اس بار تعمیر نو کرتے ہوئے آبادی کے 48% حصے یعنی عورتوں کے مسائل خصوصاً بیت الخلاء، باورچی خانوں، ذرائع آب رسانی، حفظان صحت اور نکاسی آب پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیئے۔

6۔صحت کے مسائل: (i) حکومت پاکستان نے 3 لاکھ حاملہ عورتوں کی نشاندہی کی ہے جو ہنگامی حالت ختم ہونے سے قبل حالت زچگی میں ہوں گی اور وہ تو تا حال یا عارضی خیموں میں ہیں یا پھر سڑکوں اور دریاؤں کے کنارے کیمپوں میں قیام پذیر ہیں۔ گو حکومت غیر سرکاری تنظیموں، اقوام متحدہ، نجی سرکاری اداروں اور صحت سے متعلق رضا کاروں نے قبل از زچگی، اور بعد از زچگی اور اُن کی دیکھ بھال کے لئے کس قدر کوششیں کی ہیں، لیکن درپیش بہت بڑی ضرورت کے پیش نظر یہ کوششیں ناکافی ثابت ہورہی ہیں اور عورتوں کھلے آسمان کے تلے طبی امداد کے بغیر زچگی کے عمل سے گزرنے پر مجبور ہیں۔ (ii) سیلاب خصوصی مسائل ساتھ لے کر آیا ہے مثلاً زخم، سانپ کا کاٹنا، جراثیم زدہ پانی کے استعمال سے پیدا ہونے والی پیٹ کی بیماریاں، ملیریا وغیرہ۔ لہٰذا دیکھا گیا ہے کہ زیادہ تر مردوں اور لڑکوں کو طبی امداد حاصل ہورہی ہے کیونکہ ثقافتی بندشیں عورتوں کو مرد ڈاکٹرز اور طبی عملے کے سامنے جانے میں حائل ہیں۔ (iii) صحت کی سہولتیں مہیا کرنے والوں میں عورتوں پر مشتمل عملے کی تعداد انتہائی ناکافی ہے۔ (iv) اس عمل پر مناسب توجہ نہ دی گئی کہ عورتوں اور لڑکیاں ویکسین دیئے جانے کے عمل میں شامل ہوں۔ (v) خاندان اور برادری، تحفظ، روزگار اور آمدنی سے محرومی اور بیماری، معذوری اور بے گھری کے حالات سے نمٹنے کی فطری صلاحیت، عزت نفس، وقار اور اعتماد ذات مجروح کرنے کا باعث ہیں اور ان کے نتیجے میں غصہ، ذلت اور صدمے کی کیفیت، عورتوں اور مردوں دونوں میں عام ہیں اور اس حوالے سے قلیل مدتی اور طویل مدتی دونوں طرح کے اقدامات کی ضرورت ہے۔ گو چند غیر سرکاری تنظیموں اور رضا کاروں نے نفسیاتی سماجی صدمے سے متعلق مشاورت پر مبنی خدمات مہیا کی ہیں تاہم ان خدمات کی ضرورت موجودہ سطح کے مقابلے میں بہت بڑے پیمانے پر اور طویل عرصے کیلئے رہے گی۔

کیا34,000 خواتین پیرامیڈکس یا ان میں سے کچھ حقیقتاً 'لا پتہ' ہیں؟

2010 کے سیلاب کے حوالے سے اہم معاملہ بنیادی اور تولیدی صحت سے متعلق کارکنوں (بشمول ایل ایچ ڈبلیوز، ایل ایچ ویز، ایف ڈبلیوڈبلیوز، ایف ڈبلیوایز، دائیوں، نرسوں) پر مشتمل پیرامیڈیکل عملے کا 'لا پتہ' ہونا ہے۔ اگست 2010 کے اوائل میں اقوام متحدہ کی ایک کنسلٹنٹ نے متعلقہ وزارت کے حوالے سے ذکر کیا کہ سیلاب زدہ علاقوں میں تقریباً 34 ہزار خواتین پیرامیڈکس 'لا پتہ' ہیں۔ عورتوں کے حقوق کی تنظیموں اور صحت سے متعلق غیر سرکاری تنظیموں کی مسلسل کوششوں کے باوجود تا حال حکومت پاکستان اس امر کی تردید یا اس تعداد کے غلط ہونے سے متعلق کچھ نہیں بتا سکی (ان خواتین کارکنوں کی حاضری کے ذریعے جو ڈیوٹی پر موجود ہیں) اور نہ ہی کوئی وضاحت پیش کی گئی ہے کہ 'لا پتہ' عورتیں کہاں ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح ان عورتوں کا سراغ لگانے سے متعلق کوشش بھی نہیں کی گئی۔ حکومت پاکستان کے ایک ترجمان نے ایک بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم کے استفسار پر کہا کہ 'صحت کے شعبے سے وابستہ 34 ہزار نہیں، صرف 10 ہزار خواتین 'لا پتہ' ہیں جو امکانی طور پر چھٹی کی درخواست دیئے بغیر غیر حاضر ہیں'۔ تشویش میں مبتلا امدادی کارکن یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ آیا یہ عورتیں چھٹی کی درخواست کے بغیر غیر حاضر ہیں یا سیلابی ریلے کی نذر ہوچکی ہیں یا پھر وہ زخمی ہیں یا، جبری عصمت فروشی، گھریلو مشقت، تاوان یا جنسی زیادتی کیلئے اغوا کرلیا گیا ہے۔ ان سوالات کا کوئی جواب سامنے نہیں آ رہا اور نہ ہی کوئی حقیقی اعداد و شمار دستیاب ہیں۔ (طاہرہ عبداللہ)

7۔عورتوں کے خلاف تشدد اور تحفظ کے معاملات: حکومت پاکستان نے بحران کے اس انتہائی اہم پہلو پر توجہ نہیں دی تاہم بعض غیر سرکاری تنظیمیں اس پر توجہ دے رہی ہیں۔ ایسی اطلاعات (جن کی تصدیق نہیں کی جاسکتی) بھی سامنے آئی ہیں کہ ابتدائی ہنگامی بچاؤ کی کوششوں کے دوران بعض مجرم عناصر کی جانب سے قبل از وقت جگہ خالی کرانے اور خوراک اور پناہ مہیا کرنے کی آڑ میں لڑکیوں اور عورتوں کو اغواء کیا گیا۔ عورتوں کو سمگل کرنے، جنسی زیادتی، جبری عصمت فروشی، بچوں سے مشقت کرانے، طلاق، عورتوں اور بزرگ شہریوں کو ترک کر دینے، عورتوں اور بچوں کی فروخت یا جبری 'اپنانے' کی اطلاعات بھی سامنے آئیں مگر انھیں وہ توجہ نہیں دی گئی جس کی اشد ضرورت تھی جبکہ غربت کے مارے سیلاب سے متاثرہ خاندان ثبوت لے کر سامنے آنے اور پولیس میں رپورٹ کرنے کے حوالے سے خوف کا شکار رہے۔

8۔تعلیمی مسائل: (i) سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں غربت کی شرح پہلے ہی بلند تر اور خواندگی کی شرح کم تر رہی (خصوصاً لڑکیوں میں) ہے۔ اب سکولوں، اساتذہ اور بہت سے وقت کے ضیاع کے بعد معمول سے کہیں زیادہ کوششیں درکار ہیں کہ والدین اپنے تمام لڑکے اور لڑکیوں کو عارضی کیمپ سکولوں میں بھجوائیں۔ (ii) سرکاری شعبہ میں تعلیم کے ترجیحی بنیادی ڈھانچے اور اساتذہ کو بحال کرنے کی ضرورت ہے۔ (iii) تدریس میں بحران سے نمٹنے کے لئے زندہ رہنے کے ہنر، حالات سے نبرد آزما ہونے کے طریقوں، شعور ذات اور خوداعتمادی پر توجہ مبذول کی جانی چاہیے۔

9۔ بحران سے نمٹنے کے لئے حالت تیاری میں رہنے کی تربیت: اس میں تیراکی اور کوہ پیمائی کے اسباق شامل ہوں جو سب کے لئے بشمول لڑکیوں اور عورتوں کے اور ان کے ذریعے مشکل علاقوں اور سخت موسمی حالات میں میں بقاء کی بنیادی تدابیر شامل ہونی چاہئیں۔ انسانی امداد کے لئے کام کرنے والے تمام گروپوں اور سول سوسائٹی کے رضا کاروں کو بھی ایسی تربیت دی جانی چاہیئے۔

10۔توانائی اور ایندھن: عورتوں کو گھریلو استعمال کے ایندھن کے لئے لکڑی اور جانوروں کے چارے کا بندوبست کرنے کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے۔ جنگلات کی کٹائی بڑے پیمانے پر پہاڑی تودے گرنے، زمین کے کٹاؤ اور سیلاب کا باعث بنی جس سے درختوں کی مزید تباہی ہوئی۔ لہٰذا ہنگامی بنیادوں پر جنگلات دوبارہ اگانے کی ضرورت ہے جس کے ساتھ توانائی کے متبادل اور دوبارہ استعمال کے قابل ذرائع کی ضرورت ہے۔ آبی ذرائع، دریاؤں اور ندی نالوں کے بدلتے راستے فوری توجہ نہ دینے کی صورت میں مزید تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔

11۔تحفظ خوراک، روزگار اور روزی: (i) قبل از سیلاب روزگار کے لئے مردوں کی ہجرت اور غربت کی بلند سطح کے معنی ہیں کہ بڑے پیمانے پر عورتوں اور گھرانے کی عورت سربراہوں کو زراعت، جنگلات، افزائش حیوانات اور ڈیری وغیرہ کے شعبوں میں کام کرنا ہوتا تھا، جو بری طرح متاثر، تباہ ہو چکے ہیں۔ (ii) بڑی تعداد میں پالتو مویشی اور مرغیاں بھی سیلاب میں ضائع ہو گئے ہیں جس کے عورتوں کی آمدن اور غذائیت کی سطح پر بھی منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ (iii) اکثر اضلاع میں روزگار یا تو ختم ہو چکا یا پھر خطرے سے دوچار ہے تاہم مرد پہلے بھی دوسرے مقامات پر ہجرت کرتے رہے ہیں اور اب بھی ایسا کر سکتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ زرعی شعبے میں کام کرنے والی عورتیں کیا کریں گی؟ (iv) عورتیں کو زراعت اور تحفظ خوراک کے حوالے سے تربیت اور کھاد بیجوں وغیرہ کی ضرورت ہے مثلاً آرگینک بیج اور کھاد، مویشی، آبپاشی، شجر کاری اور باغیچہ بانی وغیرہ جبکہ اس کی مارکیٹنگ اور معیار سے متعلق سرٹیفیکیشن وغیرہ میں بھی مدد درکار ہے۔ (v) اس طرح شہری علاقوں میں روزگار، روزی، ہنرمندی کی تربیت اور قرضے کے حصول میں عورتوں کو بہرصورت شامل کیا جائے۔

12۔انسانی حقوق اور انسانی وقار، عورتوں کے لئے خصوصی اقدامات: (i) اندرون ملک عارضی نقل مکانی کرنے والوں (IDPs آئی ڈی پیز) کی جبری واپسی کی اطلاعات سامنے آرہی ہیں جو انسانی حقوق کنونشن اور UNOCHA کے رہنما اصولوں کے منافی ہے جن کے مطابق یہ واپسی آگاہی پر مبنی، رضا کارانہ اور رضامندی سے ہونی چاہئے۔ (ii) حکومت کو چاہیئے کہ وہ زمینوں کے ریکارڈ کی بحالی، اثاثوں، جائیداد، نئی زمین دیئے جانے اور نقد تلافی وغیرہ سے متعلق کاغذات پر مرد اور عورت کی مشترکہ ملکیت کو یقینی بنائے۔ (iii) تلافی اور زمین، جائیداد سے متعلق عورتوں کے قانونی دعوے کے عمل میں مفت قانونی امداد دی جائے۔ (iv) حکومت کو عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم، سلامتی، حفاظت، احترام، وقار، عزت اور ان کے انسانی حقوق کی فراہمی کے حوالے سے ضروریات پر توجہ مبذول کرنیکی ضرورت ہے، (v) صنفی تقسیم کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اعداد و شمار اکٹھے کرنے اور پالیسی سازی میں بحالی میں اس کا استعمال ضروری ہے (مثلاً لڑکوں کے سکول کے مقابلے میں لڑکیوں کے کتنے سکول تباہ ہوئے؟) (vi) بحالی اور تعمیر نو کے عمل کے تمام مراحل کے دوران سول سوسائٹی، غیر سرکاری تنظیمیں اور میڈیا کو ان کی وکالت، نگرانی اور نگہبانی کا کردار ادا کرنا چاہیے۔

حاصلِ بحث یہ ہے کہ بحالی اور تعمیر نو اور اور بحران سے وسیع اور طویل بنیادوں پر نمٹنے جیسے تمام اقدامات کے دوران عورتوں کو برابر شریک کار کے طور پر دیکھا جائے۔ انسانی بنیادوں پر امداد کی خاموش 'مستفید کنندہ' کے بجائے انہیں بعد از سیلاب تعمیر کے فعال شراکت داروں کے طور پر دیکھا جائے۔ اسی طرح انہیں یتیم، بیوہ، سمگل شدہ، معذور اور لڑکیوں کی درجہ بندی میں الگ تھلگ کرتے ہوئے 'زد پزیر آبادی' نہ بنایا جائے جو محض خیرات کی مستحق ہے۔

ہم 2005 کے زلزلے کے بعد سے انسانی بنیادوں پر کام اور تعمیر کی ضروریات سے متعلق اور سفارشات کا اعادہ کرتے رہے ہیں۔ اب ضرورت ہے تو صرف اس امر کی کہ ان کے نفاذ کے لئے سیاسی ارادہ سامنے آئے۔ سول سوسائٹی اور غیر سرکاری تنظیمیں بطور نگہبان کردار ادا کر رہی ہیں اور وہ حکومت کو اپنے تمام شہریوں خصوصاً 48% عورتوں کے حوالے سے ذمہ داریوں سے پہلو تہی کی اجازت نہیں دیں گی کیونکہ یہ ہماری فطری جذبہ انسانیت کا کم سے کم تقاضا ہے۔

—— مضمون نگار انسانی حقوق کی سرگرم رکن، ڈویلپمنٹ پروفیشنل اور انسانی فلاح کیلئے رضا کار ہیں

سیلاب 2010 کے بارے میں تازہ ترین صورت حال

(6اکتوبر 2010ءتک)

- سندھ کے علاقے ابھی تک پانی میں گھرے ہیں اور لوگوں کی اکثریت جان بچانے کیلئے درکار اعانت پر انحصار کر رہی ہے۔
- سندھ اور بلوچستان میں سیلاب سے بے گھر ہونے والے دس لاکھ افراد کیمپوں میں رہتے ہیں۔
- سندھ کے بیرونی علاقوں اور بلوچستان کے انتہائی متاثرہ اضلاع میں سیلاب سے بروقت بحالی مرکزی کام ہے۔
- خیبر پختونخواہ میں سیلاب سے متاثرہ افراد کیلئے موسم سرما سے بچاؤ کیلئے منصوبہ بندی جاری ہے۔

سندھ

صوبہ سندھ، سیلاب سے انتہائی متاثرہ علاقوں میں شامل ہے جہاں دس لاکھ سے زیادہ افراد بے گھر ہو گئے۔ دادو اور قمبر شہداد کوٹ اضلاع میں وسیع علاقے ابھی تک پانی میں گھرے ہیں۔ ضلع جیکب آباد اور ٹھٹھہ میں لوگوں کی بڑی تعداد کو فوری اعانت درکار ہے۔ ضلع قمبر شہداد کوٹ میں، جہاں سیلاب میں پھنسے لوگوں تک حال ہی میں رسائی ممکن ہوئی، مختلف اداروں کی طرف سے تباہی کا تخمیہ اگلے ہفتے کیا جائے گا۔

تاہم دور دراز علاقوں تک رسائی بہتر ہو رہی ہے اور چار مقامات پر ضلعی روابطی ڈھانچے قائم کر دیئے گئے ہیں۔ یکجا روابطی ذرائع کے قیام کیلئے مزید صلاحیت کی ضرورت ہے۔ سکھر میں سکولوں اور سرکاری عمارتوں سے بے گھر افراد کی واپسی کیلئے ایک ہمہ جہتی ٹاسک فورس قائم کر دی گئی ہے۔ شمالی سندھ میں انسانی حقوق کے کارکنوں کا تحفظ اور سلامتی توجہ طلب مسئلہ ہے۔

خیبر پختونخواہ(KPK)

خیبر پختونخواہ کے شمالی اضلاع تک رسائی بہتر ہو رہی ہے۔ فوری امداد اکثر علاقوں تک پہنچ رہی ہے، سوائے کوہستان، سوات اور دیر بالا کے دور دراز علاقوں کے جہاں سڑکوں کی ناگفتہ بہ حالت کی وجہ سے سامان کی نقل وحرکت تا حال ایک مسئلہ ہے۔

صوبائی ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کے زیر انتظام، متعلقہ مراکز کی شمولیت سے، موسم سرما کیلئے ہنگامی منصوبہ بندی کی مشق جاری ہے۔ عدم تحفظ اور ضروری صلاحیت کی کمی کے پیش نظر، ڈیرہ اسماعیل اور ٹانک میں صحت وصفائی کی فراہمی ممکن نہیں ہوسکی۔ جنوبی وزیرستان میں تحفظ عامہ اور فوری ضرورتوں کے تخمینے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے تا کہ جنگی صورت حال کے نتیجے میں ٹانک اور ڈیرہ اسماعیل خان میں عارضی مقیم لوگوں کی واپسی ممکن ہو سکے۔

پنجاب

پنجاب میں سب سے زیادہ، تقریباً 8,200,000 افراد سیلاب سے متاثر ہوئے۔ دو ماہ کے بعد اب بے گھر افراد واپسی اپنے علاقوں میں منتقل ہو گئے ہیں۔ اس حوالے سے سروے جاری ہیں کہ کتنے افراد ابھی تک واپسی کے قابل نہیں یا اسکے لئے تیار نہیں۔

باقی صوبوں کی طرح، بہت سارے علاقوں میں واپسی کا ارادہ اس غلط فہمی سے منسلک ہے کہ سرکاری امداد صرف بے دخلی کے مراکز تک ہی ممکن ہے۔ پنجاب میں باہمی اداروں کی 'بقائی حکمت عملی' کے تحت زندگی بچانے کیلئے امداد ابھی تک جاری ہے۔

بلوچستان

بلوچستان میں تحفظ عامہ کی صورت حال ابھی تک غیر یقینی ہے۔ اب تک کے تجزیے کے مطابق ضلع جعفر آباد اور سندھ کے ہمسایہ ضلع جیکب آباد میں پانی پیچھے ہٹنے کیلئے ابھی وقت لے گا اور آئندہ مہینوں میں امداد کی فراہمی کی ضرورت رہے گی۔ آئندہ حکمت عملی کیلئے منعقدہ ورکشاپ میں، سندھ اور بلوچستان میں جاری امدادی سرگرمیوں کے لئے باہمی تعاون پر زور دیا گیا ہے۔ جیسے کہ سندھ میں، دوسرے درجے کی بے دخلی سامنے آئی ہے جہاں بے گھر افراد اپنے علاقوں میں واپس آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ اپنے گھروں تک رسائی کے قابل نہیں، پس اسی لئے موجود کیمپوں میں امداد کی توقع رکھتے ہیں۔

(بشکریہ۔OCHA پاکستان)

صحت پر اثرات

10 ستمبر 2010 تک کے صحتی مشاورت سروے میں سے 708,891 (13 فی صد) خطرناک اسہال؛ 802,676 (15 فی صد) سانس کی آلودگی (ARI)؛ 986,843 (18 فی صد) جلد کی بیماریوں اور 182762 (3 فی صد) ملیریا کے زیر اثر کیس سامنے آئے۔

☆ خیبر پختونخواہ اور پنجاب کی نسبت، سندھ اور بلوچستان میں ملیریا سے متاثرین کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ صرف 10-4 ستمبر کے دوران ملیریا کے 40415 کیس سامنے آئے۔

☆ صحت کے مراکز اسہال کے علاج کیلئے انتہائی متاثرہ 41 علاقوں میں تقریباً 81 سینٹرز قائم کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ اب تک تقریباً 40 مراکز قائم کئے جا چکے ہیں۔

☆ سیلاب سے متاثرہ افراد میں تقریباً 500,000 حاملہ عورتیں شامل ہیں، جسکا مطلب ہے کہ ولادت کے لاتعداد کیس غیر محفوظ ماحول میں ہونگے جہاں ولادت کے ماہرین تک رسائی ممکن نہیں۔

☆ مجموعی طور پر چاروں متاثرہ صوبوں میں 165 جامد صحتی مراکز اور 1200 موبائل صحتی یونٹس کام کر رہے ہیں۔

☆ اس وقت سانس کی انتہائی آلودگی بیماریوں کی بڑی وجہ ہے۔ ملیریا سے متاثرین کی تعداد سندھ اور بلوچستان میں پریشان کن حد تک بڑھ رہی ہے: اکتوبر کے پہلے ہفتے تک تقریباً 17 فی صد کیس بلوچستان میں جبکہ 13 فی صد کس سندھ میں سامنے آئے۔

☆ بچوں میں خوراک کی کمی تشویشناک حد تک بڑھ رہی ہے؛ صحتی مراکز تک پہنچنے والے 30 سے 50٪ بچے غذا کی شدید قلت کا شکار ہیں۔

(بشکریہ۔OCHA پاکستان)

Motherland Flood Relief Campaign
for Women and Children
Flood Relief Coordination Meeting
Ambassador Hotel, Lahore.

عورت فاؤنڈیشن لاہور ٹیم نے 27 اگست 2010 کو ایک مقامی ہوٹل میں حکومتی ارکان اور سول سوسائٹی تنظیموں کے مابین ایک رابطہ اجلاس کا اہتمام کیا۔ محترمہ یاسمین رحمٰن، مشیر وزیر اعظم برائے وزارت بہبود خواتین، جناب حسین نقی، تجزیہ نگار، کمیشن برائے انسانی حقوق پاکستان، جناب پیٹر جیکب، ایگزیکٹو ڈائریکٹر نیشنل کمیشن برائے انصاف اور امن اور محترمہ لیلیٰ نصرت، چیئر پرسن شہید بے نظیر بھٹو سینٹر فار ویمن، لاہور، مقررین میں شامل تھے۔ عورت فاؤنڈیشن کی محترمہ ممتاز مغل نے اجلاس کی میزبانی کی۔

صوبوں میں سیلاب سے ہونیوالے نقصانات کی تفصیل

(2اکتوبر 2010 تک)

صوبہ	متاثرہ رقبہ مربع کلومیٹر	اموات	زخمی	مکانات کی تباہی	کل متاثرہ اضلاع	متاثرہ آبادی	زرعی رقبہ ہیکٹرز	مویشوں کی ہلاک
بلوچستان	322	48	98	75,261	12	700,000	255,237	55,501
خیبر پختونخواہ*	——	1,156	1,198	200,799	24	3,800,000	205,347	52,750
پنجاب	14,047	110	350	509,814	11	8,200,000	774,610	3,572
سندھ	30,132	393	1,202	1,114,629	17	7,184,550	1,056,758	263,703
آزاد جموں وکشمیر	1,800	71	87	7,106	7	200,000	30,820	288
گلگت بلتستان	7,500	183	60	2,830	7	100,000	3,635	4,669
کُل		1961	2,995	1,910,439	78	20,184,550	2,326,407	324,982

از: NDMA / PDMAs / SDMA

* بشمول فاٹا

بشکریہ — این ڈی ایم اے

سیلاب سے متاثرہ عورتوں سے متعلق صدر مملکت کے ساتھ گول میز اجلاس

مسائل سے نمٹنے کی حکمت عملی اور حل پر بحث

تحریر: ڈاکٹر ثمن یزدانی

پاکستان میں متاثرین سیلاب کی مدد میں شامل رہنے والے حقوق نسواں کے ممتاز کارکنوں اور شعبۂ ترقی کے پیشہ ورانہ ماہرین نے 29 ستمبر 2010 کو ایوان صدر میں صدر آصف علی زرداری سے ملاقات کی جسے گول میز طرز کا اجلاس کہا جاسکتا ہے۔ اجلاس کا مقصد متاثرین سیلاب کی بالعموم اور عورتوں اور بچوں کی بالخصوص بحالی کیلئے جامع حکمت عملی طے کرنا تھا۔ اجلاس کی کارروائی آگے بڑھانے کی ذمہ داری سماجی شعبے میں وزیر اعظم کی مشیر شہناز وزیر علی نے نبھائی جبکہ پاکستان بھر سے سول سوسائٹی تنظیموں کی 60 تنظیموں، خواتین وزراء، خواتین اراکین پارلیمنٹ اور نوکر شاہی کے سینئر افسران نے شرکت کی۔

اجلاس کے دوران سیلاب کے حوالے سے عورتوں کے مسائل پر تفصیلاً بحث کی گئی اور ان کے ممکنہ حل پر بھی گفتگو ہوئی۔ اس موقع پر 25 سے 30 تنظیموں کے نمائندوں کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ گفتگو میں مختلف موضوعات کا احاطہ کیا گیا جن کا مختصر ذکر ذیل میں پیش ہے۔

1۔ سیلاب کو آفت سمجھنے کی بجائے ایک موقع تصور کیا جائے۔

2۔ سیلاب ٹیکس کے نفاذ پر بحث کی گئی۔

3۔ ربیع کی آمدہ فصل کاشت کرنے کیلئے بیجوں کی ضرورت ہے؛ صدر نے اس پر جواب دیا کہ ان کے علم میں لایا گیا ہے کہ موسم سرما کی بوائی کیلئے کافی بیج دستیاب ہیں۔

4۔ پاکستان کا اصل چہرہ جو قبل ازیں دنیا کی نظر سے مخفی تھا اب عیاں ہو چکا ہے۔ ہمیں پائیدار تعمیر نو کی ضرورت ہے جبکہ مویشیوں کے کوآپریٹو فارم بنانے کی ضرورت بھی زیر بحث لائی گئی۔

5۔ آبادی کی منصوبہ بندی سے متعلق سہولتوں کا فقدان ہے عورتوں کے 10 سے 15 بچے ہیں جبکہ عورتوں میں شرح خواندگی بھی انتہائی پست ہے۔

6۔ یونی فیم (UNIFEM) کی جانب سے صنفی تجزیے پر مبنی رپورٹ تیار کر لی گئی ہے۔

7۔ یہ بات سامنے لائی گی کہ منتخب مقامی کونسلروں کی موجودگی اچھی تھی کیونکہ اس سے مقامی سطح پر لوگوں خصوصاً نچلی سطح پر عورتوں کو مقامی فیصلہ سازی کے عمل میں شریک ہونے کا ایک موقع ملتا تھا۔ لہذا صدر کو تجویز پیش کی گئی کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے مقامی کونسلروں کو دوبارہ لایا جائے تا کہ وہ بحالی کے عمل میں مدد دے سکیں۔

8۔ متاثرین سیلاب کو جو زمینیں واپس ملیں گی ان کا اندراج عورتوں کے نام پر کیا جائے؛ اس پر صدر نے کہا کہ ان کی حکومت عورتوں کے حقوق سے اچھی طرح آگاہ ہے اور یہ پہلو بے نظیر بھٹو کی وراثت ہے۔ انہوں نے حاضرین کو بتایا کہ حال ہی میں اسلام آباد میں جو فلیٹ تقسیم کئے گئے ان کا اندراج بیویوں کے نام پر کیا گیا ہے۔

9۔ اقوام متحدہ، غیر سرکاری تنظیمیں، سی بی اوز اور حکومت کے مابین بہتر رابطہ استوار کرنے پر زور دیا گیا کیونکہ اقوام متحدہ کی جانب سے بنائے جارہے کلسٹرز کا عمل بہت سست ہے اور تنظیموں کے مابین باہم رابطہ انتہائی کمزور ہے۔

10۔ عورتوں کے قومی شناختی کارڈ بنائے جانے کی ضرورت ہے تا کہ وہ حکومت کی جانب سے مختلف سہولتوں مثلاً وطن کارڈ سے مستفید ہو سکیں؛ وطن کارڈ کے ذریعے سیلاب کے نقصانات کے ازالے کے لئے بیس ہزار روپے کی پہلی قسط بینک یا اے ٹی ایم کے ذریعے دی جائے گی۔ مگر بد قسمتی سے لاتعداد پاکستانی عورتوں خصوصاً دیہی علاقوں کی مکینوں کے پاس قومی شناختی کارڈ نہیں۔ خدشہ ظاہر کیا گیا کہ کہیں متاثرہ عورتیں نقد امداد کے سے محروم نہ رہ جائیں۔

11۔ امدادی کیمپوں میں تحفظ (عورتیں اور بچوں کی اسمگلنگ سے)، صفائی ستھرائی اور غذائیت عورتوں کے اہم مسائل ہیں۔

12۔ یونین کونسل کی سطح پر عورتوں کو مشاورت بہم پہنچانے اور عورتوں کی سربراہی میں گھرانوں کو مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

13۔ سیلاب آتے وقت لوگ اپنے علاقے چھوڑ کر محفوظ علاقوں کی جانب منتقل نہیں ہوئے کیونکہ ان کیلئے نہ کوئی کیمپ تھے اور نہ ٹھہرنے کی جگہ کا بندوبست تھا۔

14۔ ضلع کی سطح پر ہنگامی حالت کا ایک شعبہ قائم کئے جانے کی ضرورت ہے اور حکومت کو آفات سے نمٹنے کیلئے فنڈز کے ساتھ آفات سے متعلق ایک جامع حکمت عملی اختیار کرنی چاہئے۔

15۔ نوجوان رہنماؤں کے ایک گروپ نے تجویز دی کہ صدر مملکت ای میل کے ذریعے قابل رسائی ہوں تا کہ ان کے ساتھ مختلف ممکنہ اقدامات سے متعلق بات کی جاسکے۔

16۔ سیلاب سے متاثرہ عورتوں کی تولیدی صحت کا خیال نہیں رکھا گیا اور بچوں کی پیدائش کھلے آسمان تلے ہو رہی ہے۔

17۔ تجویز پیش کی گئی کہ قومی، صوبائی اور ضلعی سطحوں پر ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کے فیصلہ سازوں میں عورتوں کی کم از کم دس فی صد شرکت یقینی بنائی جائے تا کہ بحالی کے عمل کے دوران عورتوں کی ضروریات نظر انداز نہ کی جاسکیں۔

18۔ سیلاب سے متاثرہ عورتوں اور مردوں کے ہنر و مہارت کو استعمال میں لایا جائے تا کہ وہ اپنی روزی کما سکیں مثلاً عورتیں کشیدہ کاری وغیرہ کر سکتی ہیں۔

19۔ حکومتی (سیاسی) نمائندوں سے کہا جائے کہ وہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا مستقل بنیادوں پر دورہ کریں تا کہ وہاں کے حالات بہتر بنانے میں مدد ملے۔ بحالی کے عمل کے دوران انہیں ماڈل دیہات بنانے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔

20۔ کیمپوں میں غذائیت کی کمی کے شکار بچے دیکھے جاسکتے ہیں جبکہ کراچی کے کیمپوں میں 30 سے 35 فیصد بچوں کو اوسط درجے کی غذائیت مل رہی ہے۔ غذائی تحفظ کے معاملے کو ملحوظ خاطر رکھے جانے کی ضرورت ہے۔

21۔ ڈبلیو ایچ او، یونیسیف، یو این ایف پی اے، ڈبلیو ایف پی جیسے اقوام متحدہ کے تمام اداروں کو باہم مل کر منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے، جس کیلئے بہتر رابطہ استوار ہونا چاہئے۔

22۔ مختلف مقامی آبادیوں کی اپنی بحالی سے متعلق منصوبہ بندی میں شرکت بہت اہم ہے۔

23۔ تجویز پیش کی گئی کہ حکومت متاثرین سیلاب کو نقد رقوم دینے کی بجائے گھر بنا کر عطیہ کرے کیونکہ متاثرین نقد رقوم ضائع کر سکتے ہیں۔ عطیہ کئے گئے گھر عورتوں کے نام ہونے چاہئیں۔

24۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) کا ذکر کیا گیا اور یہ بات سامنے لائی گئی کہ عورتیں چونکہ (سماجی بندشوں کی وجہ سے) بی آئی ایس پی کے فارم حاصل نہیں کر سکتیں لہٰذا یہ فارم مستحقین تک پہنچے بغیر ہی واپس چلے جاتے ہیں۔

25۔ آمدہ قومی صحت پالیسی میں ووچر سکیم متعارف کرائے جانے کی تجویز دی گئی تاہم اس کی وضاحت پیش کی گئی کہ 18 ویں دستوری ترمیم کے بعد صحت کا شعبہ صوبوں کے سپرد کر دیا گیا ہے لہٰذا اب یہ معاملہ صوبائی دائرہ کار میں آتا ہے اور اسے صوبائی سطح پر اٹھائے جانے کی ضرورت ہے۔

26۔ موسم سرما میں شمالی اضلاع/علاقوں خصوصاً کوہستان، دیر وغیرہ میں برفباری شروع ہو جائے گی اور ان علاقوں میں لوگ ناکافی اشیاء خوراک کے ساتھ محصور ہو جائیں گے یعنی تحفظ خوراک کا مسئلہ لاحق ہو جائے گا جبکہ پہاڑی علاقے ہونے کے باعث ان تک رسائی مشکل ہو گی۔ صدر مملکت نے اس کے جواب میں نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) کے چیئر مین جنرل (ر) ندیم جو اس موقع پر موجود تھے سے مشورہ کیا جنہوں نے حاضرین کو بتایا کہ امریکی حکومت کی طرف سے عطیہ کئے گئے 26 چنوک ہیلی کاپٹر موسم سرما کے دوران ان علاقوں کیلئے دستیاب رہیں گے۔

—— مضمون نگار شرکت گاہ سے وابستہ ہیں

سیلاب اور حکمرانی کے مسائل

بقیہ صفحہ 1سے

کے بحران کے باوجود یہ غفلت نہ تو قابل فہم ہے اور نہ ہی قابل معافی۔

شہری دفاع کے اداروں جیسا کہ گرل گائیڈ، بوائز سکاؤٹس اور ہلال احمر کی عدم موجودگی بھی افسوسناک رہی۔ ماضی میں یہ سب ادارے موجود رہے ہیں۔ یہ ادارے اب کہاں ہیں؟ ان سے متعلق کسی کو کچھ علم ہے؟ اور فلڈ ریلیف کمیشن کہاں تھا اور سیلاب کے دوران کیا کر رہا تھا؟

دوسری بڑی سفارش یہ ہو گی کہ آفات سے نمٹنے کیلئے سویلین بنیادوں پر منصوبے بنائے جائیں اور ملک گیر سطح پر ایک سالانہ مشق ہونی چاہئے کہ ایسے تمام منصوبوں کے مؤثر ہونے کو عملی طور پر جانچا جائے۔ شہری دفاع کے اداروں کو بحال کیا جائے اور انہیں تقویت دیتے ہوئے اس منصوبہ بندی کا لازمی حصہ بنایا جائے۔ آفات سے نمٹنے اور حالت تیاری کی تدابیر کو نصاب تعلیم کا حصہ بنایا جائے اور ثانوی تعلیم کے امتحانات کے بعد تمام طلبا کیلئے شہری دفاع کی تربیت لازمی قرار دی جائے۔

حالیہ سیلاب کے دوران سرکاری پالیسی کو ناکام قرار دینے والے ایسی آفات سے متعلق پیش بندی اور تدارک کے حوالے سے ایک کے بعد دوسری آنے والی مختلف حکومتوں کی طرف سے روا رکھی گئی بے قاعدگیوں اور کھلی غفلت سے متعلق بھی شاکی ہیں۔ غیر قانونی تعمیرات، دریاؤں کے کناروں اور قرب و جوار میں ہوٹلوں، مکانات اور زرعی زمینوں کی آباد کاری کے ذریعے پانی کے قدرتی بہاؤ کے راستے مسدود کئے گئے جو انتہائی شرمناک فعل ہے۔

وفاقی، صوبائی اور مقامی سطحوں پر سرعت سے حرکت میں آنے کا کوئی نیٹ ورک موجود نہیں تھا جس نے مسائل میں بے پناہ اضافہ کیا۔ ان مسائل میں سب سے اہم اشیاء خوراک اور دیگر سامان کی غیر مساوی تقسیم اور اس تک رسائی کا معاملہ رہا ہے۔ ہر آفت اور تصادم کے حالات کی طرح یہاں بھی سب سے زیادہ متاثر ہونے والوں میں عورتیں، بچے اور ضعیف العمر شہری شامل ہیں۔

نظام حکومت اپنی نوعیت میں غالب طور پر مردانہ اور پدر سری طرز فکر کا حامل ہے جس کا افسوسناک نتیجہ یہ ہے کہ ہر بحران کی طرح موجودہ بحران میں بھی صنفی نقطۂ نگاہ دکھائی نہ دیا اور عمومی طور حکومتی حکام اور عوام دونوں عورتوں کی خصوصی ضروریات خصوصاً پہلے سے امتیازات کی شکار دیہی عورتوں کی ضروریات سے غافل دکھائی دیئے۔

لہٰذا ان حالات میں ایک بڑی سفارش یہ ہو گی کہ بحالی اور تعمیر نو سے متعلق ہر منصوبہ بندی میں صنفی پہلو مدنظر رکھتے ہوئے عورتوں کے خصوصی مسائل اور بچوں کی ضروریات کو ترجیح دی جائے۔ مرکزی دھارے میں صنفی پہلو ملحوظ رکھتے ہوئے عورتوں کی خصوصی ضروریات کی تکمیل اور انہیں بحران اور تصادم کے حالات میں اپنے حصے سے زائد مصائب جھیلنے کے خلاف تحفظ دینے کیلئے اہم اقدامات درکار ہوں گے۔

یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے جس کیلئے سب سے پہلے امداد اور تعمیر نو کے پروگرام پر عمدرآمد سے متعلق تمام پالیسی سازی، منصوبہ بندی اور رقوم مختص کرنے کے فیصلوں میں عورتوں کو شامل کیا جائے اور برابر نمائندگی دی جائے۔ متاثرہ عورتوں کے علاوہ خواتین عوامی نمائندوں، مقامی خواتین رہنماؤں اور سول سوسائٹی تنظیموں کی خواتین نمائندوں کو بھی شامل رکھا جائے چاہے یہ این ڈی ایم اے کا اجلاس ہو یا کوئی دوسرا فورم ہو۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد 1325 اور ادارہ جاتی طریقہ ہائے کار اور رہنمائی کے مقصد کیلئے قابل قدر حوالہ بن سکتی ہے۔ اسی طرح کے اقدامات سیلاب کے دوران مدد، بحالی اور تعمیر نو میں عورتوں کے کردار کو یقینی بنانے کیلئے اٹھائے جاسکتے ہیں۔

حکومت اور پالیسی سازوں کیلئے ایک اور اہم سفارش ایسے اقدامات اٹھانے سے متعلق ہے جو عورتیں کیلئے چھوٹے مگر اہم اثاثہ جات کی ملکیت یقینی بنائیں۔ اس میں ریاستی زمینوں کی خواتین میں خصوصاً گھرانے کی سربراہ خواتین میں تقسیم بھی شامل ہے۔ خواتین کو زرعی شعبے میں کام اور افزائش مویشیاں وغیرہ کیلئے بہر صورت معاوضہ ملنا چاہئے۔ خواتین کی زراعت کی بنیاد پر معیشت کی بحالی کیلئے انہیں مفت یا ارزاں قرضہ اور زرعی کاروبار سے متعلق ہنر کی تربیت بہم پہنچانے کی ضرورت ہے۔

(اسلام آباد میں جناح انسٹی ٹیوٹ کے پالیسی ڈائیلاگ کے موقع پر پڑھے گئے مقالے سے اقتباسات)

عورت فاؤنڈیشن اور یو ایس ایڈ نے عورتوں کی ترقی اور انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے تعاون کے معاہدے پر دستخط کر دیے

از: نمائندہ خصوصی

اسلام آباد: عورت فاؤنڈیشن اور یونائٹڈ سٹیٹس فار انٹرنیشنل ڈیویلپمنٹ (یو ایس ایڈ) نے اٹھارہ اگست 2010 کو 'صنفی مساوات پروگرام (GEP)' کے پانچ سالہ منصوبے پر دستخط کیئے۔ اس پروگرام کا بنیادی مقصد پاکستان میں عورتوں کے حقوق اور ترقی کی طرف واضح پیش قدمی ہے۔ چالیس ملین یو ایس ڈالر کا یہ گرانٹس فراہم کرنے والا قومی پروگرام جو پورے ملک پر محیط ہے، عورتوں کے بنیادی حقوق سے متعلق چار مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

صنفی مساوات پروگرام کے چار بنیادی مقاصد کچھ اس طرح ہیں: (i) عورتوں کی بنیادی انسانی حقوق اور انصاف تک رسائی کے ذریعے صنفی مساوات میں اضافہ؛ (ii) کام کی جگہ، برادری اور گھریلو سطح پر اپنے حقوق اور مواقع کے ادراک اور اطلاق کیلئے عورتوں کی ترقی، (iii) صنفی بنیاد پر تشدد کا خاتمہ، اور (iv) ان پاکستانی تنظیموں کی حوصلہ افزائی اور امداد جو صنفی مساوات کی حیثیت سے اکٹھے ملکر عورتوں کی ترقی کی اور صنفی بنیاد پر ہونے والے تشدد کے خاتمے کیلئے پیروکاری کر رہی ہیں۔

عورت فاؤنڈیشن، اس گرانٹ پروگرام کی بنیادی حاصل کنندہ تنظیم کی حیثیت سے اور ایشیاء فاؤنڈیشن، ذیلی حاصل کنندہ کی حیثیت سے چار سو چھوٹی، درمیانی اور بڑی سطح کی گرانٹس مقامی تنظیموں، متعلقہ حکومتی صنفی اداروں، علمی تحقیق اور تربیتی اداروں، پیشہ ور ماہرین، کاروباری اور ذرائع ابلاغ کے اداروں اور پالیسی تشکیل دینے والے اداروں میں تقسیم کریں گی۔ ان گرانٹس کی مد، بیس ہزار ڈالر سے لے کر ایک لاکھ ڈالر پر مشتمل ہوگی اور گرانٹس کیلئے سہ ماہی بنیادوں پر سال میں تین چار مرتبہ درخواستیں طلب کی جائیں گی۔

صنفی مساوات پروگرام کے تحت پہلے سال میں، دسمبر 2010 سے پچاس گرانٹس جاری کی جائیں گی جن میں سے تقریباً آدھی گرانٹس فوری بنیادوں پر پہلی سہ ماہی میں، سیلاب سے متاثرہ لوگوں اور انکے مسائل کے حل پر مشتمل ہونگی۔ ذیلی گرانٹس کی تقسیم فوری، دیرپا اور واضح نظر آنے والے ان منصوبوں کیلئے کی جائے گی جو صنفی حوالے سے تبدیلی کی قابل پیمائش صلاحیت رکھتے ہوں۔

گرانٹس تقسیم کرنے کا یہ نقطہ نظر تین بنیادی عوامل پر مشتمل ہوگا: (i) ذیلی گرانٹس وصول کنندہ تنظیموں کے ساتھ متحرک شراکت داری؛ جدت پر مشتمل حکمت عملیاں، اور کثیر مدت، دیرپا نتائج کا حصول۔ ذیلی گرانٹس کا یہ پروگرام مقامی ضرورتوں پر توجہ دے گا اور صنفی اتحاد نیٹ ورک کے قیام کے ذریعے قومی سطح کی مطابقت قائم کرے گا۔ یہ پروگرام اضافہ شدہ صلاحیتوں پر مشتمل تنظیموں کیلئے ایک مستقل پلیٹ فارم مہیا کرے گا جو اس پروگرام کے اختتام کے بعد بھی صنفی ترقی کے حوالے سے کام کرتی رہیں گی۔ صنفی مساوات کے حوالے سے کامیاب پروگرام اور اقدامات کو غیر تقابلی گرانٹس کے ذریعے آگے بڑھایا جائے گا۔

یہ پروگرام فوری اثرات کی سرگرمیوں کے ذریعے تبدیل ہوتی ہوئی سیاسی، سماجی اور سلامتی کی صورت حال سے نمٹنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ تصادم کی حالیہ صورت حال نے، جس سے اندرونی بے دخلیوں میں اضافہ ہوا، عورتوں کو بالخصوص متاثر کیا۔ اگر ضرورت پڑی تو یہ پروگرام، عورتوں اور لڑکیوں کو غیر متوقع سماجی اور معاشی مقابلوں سے نمٹنے کیلئے، فوری اثرات کی سرگرمیوں کے ذریعے انکی مدد کرے گا۔

اس پروگرام کا نمایاں پہلو حکومت پاکستان کی ہر سطح پر شمولیت ہے۔ صنفی مساوات پروگرام اس حوالے سے وفاقی، صوبائی اور ضلعی اسمبلیوں سے لے کر یونین کونسل کی سطح تک جہاں بھی ضرورت پڑی اقدامات کرے گا۔

مجموعی حکمت عملی کی تیاری کے لئے ضروری ہے کہ نیچے سے اوپر اس پروگرام کے اطلاق اور صنفی حوالے سے رویوں میں ممکنہ تبدیلی کے ساتھ ساتھ پالیسی اور قانون میں اوپر سے نیچے تک تبدیلی کی ضرورت کو بھی سراہا جائے۔

صنفی مساوات پروگرام اپنے مقاصد کے حوالے سے گرانٹس کی تقسیم کیلئے جدت پسند نظریات کی شناخت کرے گا اور ان گرانٹس کیلئے منتخب کردہ تنظیموں کو پروگرام کے اطلاق اور کامیابی کیلئے مدد فراہم کرے گا۔

ان نظریات کا مرکزی محور صنفی حوالے سے معلومات اور تعلیم، انکے لئے آئینی تحفظ، عدالتی کاروائی اور یونیورسٹیوں، تعلیمی تحقیقی ماہرین اور پالیسی ساز اداروں کی صنفی برابری کے حوالے سے تعلیم و تربیت جیسے اقدامات ہو سکتے ہیں۔ یہ پروگرام ابلاغ عامہ کے ایسے طریقوں کیلئے بھی امداد فراہم کرے گا جو دور دراز اور تصادم زدہ علاقوں کی خواتین کو تعاون فراہم کر سکیں۔

ناروے نے پاکستان میں سیلاب سے متاثرہ لوگوں کیلئے امداد میں اضافہ کر دیا

ناروے نے پاکستان میں سیلاب سے متاثرہ لوگوں کیلئے معاشی تعاون دوگنا اضافے کے ساتھ چھیاسٹھ ملین یو ایس ڈالر کرنے کا اعلان کیا ہے۔ سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی ضرورت اندیشے کی حد تک بڑھ رہی ہے۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں بدترین سیلاب ہیں۔

پاکستان میں سیلاب سے متاثرہ لوگوں سے تعاون کیلئے اقوام متحدہ نے عالمی اداروں سے مزید امداد کی اپیل کر دی ہے۔ اقوام متحدہ کے اندازے کے مطابق سیلاب سے بحالی کیلئے پہلے سال میں پاکستان کو دو ارب یو ایس ڈالرز کی امداد درکار ہے۔ ان اندازوں کے مطابق تقریباً دو کروڑ لوگ سیلاب سے متاثرہ ہوئے جبکہ اٹھاسی لاکھ (1.8 ملین) مکانات مکمل یا واجبی طور پر تباہ ہوئے۔

تباہی کے تخمینے کے حوالے سے ناروے کے ماحولیات اور بین الاقوامی ترقی کے وزیر ارک سولیم کہتے ہیں کہ "پاکستان میں حالیہ سیلاب عصر حاضر میں عالمی سطح پر بدترین قدرتی آفات میں سے ہیں۔ سخت موسمی حالات نے لاکھوں افراد کو گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ ہر دس میں سے ایک پاکستانی اس سیلاب سے براہ راست یا بالواسطہ متاثر ہوا ہے۔ اس قدرتی آفت نے وسیع زرعی اراضی کو تباہ کر دیا اور یوں ملکی معیشت کو کئی سال کیلئے پیچھے دھکیل دیا"۔

ناروے سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو فوری امداد کی فراہمی کیلئے پہلے ہی سے ایک سو پندرہ ملین کرونے کی امداد کر چکا ہے۔ اب ناروے نے سیلاب سے بحالی کی مد میں مزید چار سو ملین کرونے امداد کا فیصلہ کیا ہے۔ اس طرح ناروے کی طرف سے کل امداد چھیاسٹھ ملین یو ایس ڈالر بنتی ہے۔

مجموعی طور پر پاکستان کا، انگلینڈ کے کل رقبے سے بھی زیادہ رقبہ سیلاب سے متاثر ہوا ہے۔ صوبہ سندھ کے جنوبی علاقوں میں سیلابی پانی کی سطح مسلسل اونچی رہی، اس لئے ان علاقوں میں تباہی کا صحیح تخمینہ لگانا مشکل ہے۔ اس صورت حال میں متعدی بیماریوں کے پھیلنے کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔ اس حوالے سے ناروے کے وزیر خارجہ جونیس گارستورے کا کہنا ہے "تقریباً نوے لاکھ لوگوں کیلئے بعد از سیلاب صورت حال انتہائی توجہ طلب ہے۔ ہمیں سیلاب سے متاثرہ آبادی کے ساتھ واضح یکجہتی کا اظہار کرنا چاہیے۔ پس ناروے کی حکومت اس حوالے سے اضافی ہنگامی امداد مہیا کر رہی ہے"۔

ناروے کی طرف سے اس مد میں مہیا کی جانیوالی امداد اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی تنظیموں مثلاً ہلال احمر اور ایسی این جی اوز کے ذریعے تقسیم کی جائے گی جو اس حوالے سے واضح تجربہ رکھتی ہیں۔

ناروے کے وزیر امور ماحولیات اور بین الاقوامی ترقی ارک سولیم نے کہا "انتہائی متاثرہ لوگوں تک رسائی بہت مشکل کام ہے۔ عورتیں اور بچے حالیہ سیلاب سے خصوصاً متاثرہ ہوئے ہیں۔ ان کو مطلوبہ تحفظ کی فراہمی ہمارا اولین مقصد ہے"۔

اداریہ

'آفات کو مواقع میں بدلو' ایک ایسا نعرہ ہے جسے دنیا بھر میں، اور پاکستان میں 2005 کے زلزلے کے بعد، سول سوسائٹی تنظیموں نے قدرتی آفات کے موقع پر سب سے زیادہ استعمال کیا۔ حالیہ سیلاب جو شدت اور تباہی کے حساب سے موجود نسلوں کی یادداشت میں پہلے کبھی نہیں آیا، ہمیں اس سوچ بچار اور بحث کا موقع فراہم کرتا ہے کہ آیا 'آفات کو مواقع میں بدلو' آج بھی میڈیا کو متوجہ کرنے اور ضخیم پراجیکٹ رپورٹیں لکھنے کا ذریعہ ہے یا سول سوسائٹی کیلئے اپنا مقام عوامی اُمنگوں اور آراء کے مطابق اندیشوں سے ادراک کی طرف بڑھانے کا موقع ہے؟

موجودہ سیلاب کی شدت اور تباہی نے اس بات کو ناگزیر بنا دیا ہے کہ ہم قدرتی آفات کے حوالے سے ایسی حکمت عمل اپنائیں، اُسے پرکھیں اور درست کریں کہ ہم آفات سے پہلے اُن سے نمٹنے کیلئے تیار ہوں۔ اس وقت جبکہ پاکستانی سرکار اور سول سوسائٹی ہنگامی امداد کے بعد روزمرہ زندگیوں کی بحالی کی طرف بڑھ رہی ہیں، یہ طے کرنا ضروری ہو گیا ہے کہ اگر ہم آفات کو نہیں روک سکتے تو اس سے ہونیوالی تباہی کو روکیں یا کم سے کم کریں۔

حال ہی میں، قدرتی آفات سے نمٹنے کیلئے حکمت عملیوں کے بارے میں، پوری دنیا میں ایک بڑی تبدیلی آئی ہے کہ ہنگامی امداد کے ساتھ ساتھ قدرتی آفات سے پہلے اُن سے نمٹنے کی تیاری، ان سے ہونیوالی تباہی کو کم سے کم کرنے اور ہنگامی امداد کی متاثرہ لوگوں تک فوری ترسیل کیلئے موثر اقدامات کیئے جائیں۔ پس قدرتی آفات کیلئے تیاری دراصل ان آفات سے نمٹنے اور اس کے اثرات کو کم کرنے پر مشتمل ہے۔

اس سے مطلب قدرتی آفات کی وقت پر پیشن گوئی، اور جہاں ممکن ہو، معاشی اور سیاسی حوالے سے کمزور لوگوں پر انکے اثرات کو کم سے کم کرنا ہے۔ مگر قدرتی آفات کیلئے تیاری کی کوئی بھی حکمت عملی ناکام ثابت ہوگی اگر ہم اُسے انسان دوستی کیلئے ایک مقصد کی بجائے صرف ایک سرکاری یا غیر سرکاری منصوبے کے طور پر دیکھیں۔

قدرتی آفات کیلئے پہلے سے تیاری کی حکمت عملی کے لئے ضروری ہے کہ یہ ایک مستقل جاری عمل بن جائے جس میں متعلقہ لوگوں کی بھرپور شرکت ممکن ہو سکے اور جو گوناگوں حالات میں ہماری متنوع آبادی کے حالات اور مسائل پر پورا اتر سکے۔

اس سارے عمل کی پاسداری کو سرکار اور سرکاری اداروں مثلاً نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) وغیرہ پر لازم قرار دینے کیلئے ہمارے پاس کئی وسیلے موجود ہیں مثلاً 'اقوام متحدہ کی قرارداد 46/182، 1991'۔ یہ قرارداد قدرتی آفات سے بچاؤ اور اسکے لئے تیاری کے حوالے سے واضح رہنماء اصولوں پر مشتمل ہے۔

قدرتی آفات سے تباہی کو کم کر کے اسے ترقیاتی مواقع میں تبدیل کرنے کے حوالے سے سول سوسائٹی تنظیموں کے پاس متاثرہ علاقوں میں آگاہی بڑھانے اور مقامی سطح پر اس حوالے سے لوگوں کی تربیت اور تیاری ہے، جبکہ سرکاری اداروں کے پاس اس حوالے سے ضروری پالیسیوں اور تعمیر نو کے طریقوں کی تشکیل کی صلاحیت موجود ہے۔ سول سوسائٹی تنظیمیں اور سرکاری ادارے اکٹھے ملکر قدرتی آفات سے بچاؤ کیلئے ایک واضح اور قابل عمل حکمت عملی تیار کر سکتے ہیں۔

قانون سازی پر نظر

عورت پبلیکیشن
اینڈ انفارمیشن
سروس فاؤنڈیشن

'قانون سازی پر نظر' عورت پبلیکیشن اینڈ انفارمیشن سروس فاؤنڈیشن کے لیجسلیٹو واچ پروگرام فار ویمنز امپاورمنٹ کی رسورس سروس کی طرف سے اسلام آباد سے تیار کیا جاتا ہے۔

ایڈوائزری بورڈ

آئی۔اے۔رحمان، طاہرہ عبداللہ، نعیم مرزا

ایڈیٹوریل بورڈ

وسیم واگھا، ثروت وزیر

آپکے خطوط، آراء اور تحریریں باعث خوشی ہونگی۔ رابطہ کیلئے:

عورت فاؤنڈیشن، مکان نمبر 12، سٹریٹ نمبر 12، F-7/2، اسلام آباد

فون: 051-2608956-8
فیکس: 051-2608955
ای میل: lwprs@af.org.pk
ویب سائٹ: www.af.org.pk

پرنٹنگ بشکریہ: ایم ایف اے، ناروے

یواین ویمن کے اصلاحی ایجنڈے کو متحرک کرنے کیلئے پاکستان ورکنگ پیپر

پاکستان میں یواین ویمن سے متعلق سول سوسائٹی الائنس (سی ایس اے) کی طرف سے تیار کیے گئے ورکنگ پیپر کے مسودہ سے اقتباسات درج ذیل ہیں۔

یواین ویمن کو ایک مضبوط ادارہ بننے کی ضرورت ہے اور اس کیلئے ایک دائرہ کار کے اندر سہولت دی جانی چاہیے۔ یواین ویمن کے اثرات بڑی حد تک ایک ملک کی سطح پر دیکھے اور محسوس کیے جا سکیں گے۔ لہٰذا آئندہ تین ماہ کے دوران اس کے تشکیلی عمل میں حکومتوں کا کردار بے حد اہم ہوگا۔

یواین ویمن:

☆ کام اور ڈھانچہ

- یواین ویمن کا اختیار صدر دفاتر سے لے کر ملک کی سطح تک مضبوط، اہل اور مؤثر قیادت کی ضرورت کا متقاضی ہے۔ صدر دفاتر، علاقائی اور ملکی سطح پر پالیسی سازی، انتظامی اور پیشہ ورانہ امور سے متعلق تمام اسامیوں پر حقوق نسواں کی تحریکوں اور معاملات سے متعلق گہرے علم اور تجربے کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔
- جولائی 2010 کی UNGA قرارداد کا پیرا گراف 60 واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ بورڈ اراکین 41 ہوں گے جن میں سے 10 کا تعلق ایشیائی خطے سے ہوگا۔ چونکہ پاکستان دنیا کے ان 8 ممالک سے ایک ہے جہاں اقوام متحدہ کے نظام کے تحت 'حل بطور واحد' کا پائلٹ پروگرام چل رہا ہے، اس لئے بورڈ کی ایک مضبوط نمائندہ خاتون کا پاکستان سے ہونا انتہائی اہم ہوگا۔

☆ علاقائی سطح

- علاقائی اور ذیلی علاقائی سطحوں پر عملے کی موضوعاتی مہارتوں کا ملا جلا تجربہ متعلقہ علاقائی اور ذیلی علاقائی خطوں میں خصوصیت کے ساتھ خواتین کے مفادات کا عکاس ہونا چاہئے۔

☆ ملکی دفاتر

- ملکی سطح پر یواین ویمن کی نمائندگی سینئر درجے کے کسی نمائندہ کو کرنی چاہئے جو اقوام متحدہ کے اداروں کے سربراہوں کے ہم پلہ ہو۔
- یواین ویمن کے ملکی سطح کے دفاتر وسائل سے پوری طرح لیس ہونے چاہئیں تاکہ وہ نہ صرف ملکی سطح پر مخصوص پروگرام کیلئے کافی ہوں بلکہ اس سے بھی اہم طور پر یواین ڈبلیو کو فنڈز کیلئے ملکی غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) کے ساتھ مقابلہ نہ کرنا پڑے جیسا کہ عام طور پر ہوتا رہا ہے۔
- ملکی سطح کے دفاتر کے پاس کثیر برسوں کی بنیاد پر پروگرام ہونے چاہئیں جس کیلئے رقوم کی یقینی فراہمی کا اہتمام ہونا چاہئے۔
- یواین ویمن کو عورتوں کیلئے کام کرنے والے موجودہ اداروں مثلاً قومی کمیشن برائے خواتین (این سی ایس ڈبلیو)، وزارت ترقی نسواں اور اس کے صوبائی شعبوں کو ادارہ جاتی تقویت دینے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔
- یواین ویمن کو حقوق نسواں سے متعلق گروپوں اور تنظیموں کی ادارہ جاتی تقویت میں بھرپور معاونت دینی چاہئے۔

☆ یواین ویمن کے کام میں معاونت اور اسے تقویت دینے میں سول سوسائٹی کا کردار

- سول سوسائٹی کے ساتھ کھلا مکالمہ نئے ادارے کی ترجیحات طے کرنے میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ اس حوالے سے خاص بات UNGA کی جولائی 2010 کی قرارداد کے پیراگراف 54 اور 55 ہیں جن میں سے اول الذکر حقوق نسواں، صنفی برابری اور عورتوں کی با اختیاری کے فروغ میں سول سوسائٹی کے کردار کو تسلیم کرتا ہے تو موخر الذکر یوایس جی سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ایسی تنظیموں کے ساتھ مشاورت کا سلسلہ جاری رکھے۔ لہٰذا، توقع کی جاتی ہے کہ یوایس جی ملکی سطح پر حقوق نسواں کی نچلی سطح پر کام کرنے والی تنظیموں کے علاوہ علاقائی اور عالمی سطح پر سول سوسائٹی کے ملکی اور بین الاقوامی گروپوں کے ساتھ مشاورت کو باقاعدہ بنانے کیلئے مؤثر نظام اور متحرک عمل وضع کرنے میں سرگرمی دکھائے گی۔

☆ اختیار:

اقوام متحدہ کی صنفی برابری کے حوالے سے قائم تمام اداروں/ پروگراموں کو یواین ویمن کے ادارے کے تحت یکجا کرتے ہوئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے تمام کردار اور امور کو نہ صرف یکجا کرنے پر اکتفا کیا جائے بلکہ اسے آگے بڑھایا جائے اور درج ذیل امور کو بھی توجہ کا محور بنایا جائے کہ

- صنفی معاملات پر توجہ کے حوالے سے یواین سسٹم کی استعداد میں اضافہ کیا جائے۔
- قومی اداروں اور قومی پالیسیوں کو تقویت دی جائے۔ قومی سماجی، معاشی اور سیاسی ترقی کی پالیسیوں اور عمل کے ساتھ ساتھ قدرتی آفات سے نمٹنے کی منصوبہ بندی میں عورتوں کے حقوق کی موثر شمولیت یقینی بنائی جائے؛
- ہر پلیٹ فارم پر نظر انداز شہری و دیہی عورتوں کی شمولیت اور شرکت یقینی بنانا اور 'عورتوں کیلئے علیحدہ' بمقابلہ 'مجموعی صنفی دھارے میں شمولیت کی بحث میں محتاط توازن رکھنا کیونکہ یہ دونوں معاملات ایک دوسرے سے جدا نہیں اور دونوں کا ساتھ ساتھ آگے بڑھنا ضروری ہے۔
- غربت کے خاتمے کے مقصد میں کامیابی کیلئے غربت کا صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص ہوجانے کے بڑھتے ہوئے رجحان پر قابو پانا۔
- عورتوں میں خوراک کا عدم تحفظ اور بھوک، بے زمینی اور سرعت سے نابود ہوتے ہوئے قدرتی وسائل جنہیں از سرنو پیدا نہیں کیا گیا حالانکہ ایسا کیا جاسکتا تھا مثلاً جنگلات پر بڑھتے ہوئے اور غیر متوازن انحصار اور ماحولیاتی تباہی پر توجہ مبذول کرنا۔ ان تمام مسائل کو ڈبلیو ٹی او، عالمی مالیاتی اداروں اور ان کے مقامی شریک کاروں نے بدتر بنانے میں کردار ادا کیا ہے۔
- امن اور تنازعات کے حل پر توجہ مبذول کرنا کیونکہ ان کے اثرات عورتوں پر زیادہ مرتب ہوتے ہیں۔
- منصوبہ جاتی حد تک محدود ہونے کے طرز فکر کی بجائے سول سوسائٹی کے آگاہی، وکالت، تربیت، مختلف العمر گروپوں میں تبادلۂ تجربات اور ادارہ سازی سے متعلق اقدامات کو مدد بہم پہنچانا۔

☆ مالیاتی ڈھانچہ۔ باقاعدہ بجٹ اور ٹرسٹ فنڈز کے وسائل

- یواین ویمن کے پائیدار اور کامیاب ہونے کا انحصار ایک مضبوط مالیاتی ڈھانچے پر ہوگا جو باقاعدہ بجٹ/ بنیادی رقوم کے ساتھ ٹرسٹ فنڈ ز اور 'مندرجہ' بجٹ کے مناسب انبساط پر مبنی ہو۔
- حقوق نسوں کی پاکستانی تحریکیں جہاں یواین ویمن کے قیام، عورتوں کی با اختیاری اور صنفی انصاف و برابری کیلئے نئے جامع ادارے کی تشکیل کو خوش آمدید کہتی ہیں، وہاں وہ یواین سسٹم کو یہ بھی باور کرانا چاہتی ہیں کہ اسکے نظریئے، مشن، اختیار اور عملی کام کے حوالے سے مزید عالمی مشاورت کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر صنفی انصاف اور برابری، انسانی حقوق اور سماجی انصاف کیلئے پاکستانی سرگرم کارکن اور ادارے، 6 جون 2010 کی دستاویز، یواین جی اے/ر/اے/558/64 کے صفحہ 10 پر پیرا iii سی 11 (جی) سے اتفاق نہیں کرتے جن میں کثیر فریقی اداروں بشمول عالمی مالیاتی اور تجارتی تنظیموں (جیسا کہ عالمی بینک، آئی ایم ایف، ڈبلیو ٹی او)، علاقائی ترقیاتی بینکوں اور دوسرے اداروں کے ساتھ شراکتیں قائم کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ اسی طرح 22 دسمبر 2009 کی دستاویز، یواین جی اے/ر/اے/589/64 کے صفحہ 7 پر پیرا i سی 8 (ای) میں یواین سسٹم، برٹن ووڈ اداروں (BWI)، علاقائی ترقیاتی بینکوں اور رابطہ کاری تنظیموں کے مابین وسیع تر اشتراک کار اور عملی پالیسیوں میں ارتباط میں اضافے کو فروغ دینے کی سفارش کی گئی ہے، سے بھی یہ گروپ اتفاق نہیں کرتے۔
- ہم اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ آئی ایم ایف، عالمی بینک، علاقائی بینکوں اور ڈبلیو ٹی او کی ڈھانچہ جاتی ردو بدل پالیسیاں درحقیقت عالمی سطح پر غربت اور عورتوں میں غربت کی صورت حال کو بدتر کرنے کا باعث بنی ہیں۔ لہٰذا، بیجنگ پروگرام برائے عمل (بی پی ایف اے) کے پیرا 342 کی مناسبت سے، عالمی مالیاتی اداروں (IFIs) کو یہ امر یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ ان کی سرمایہ کاری اور انکے پروگرام عورتوں کو مستفید کررہے ہیں اور پائیدار ترقی میں حصہ ڈال رہے ہیں۔ لہٰذا، ہم یواین ویمن پر زور دیں گے کہ وہ اس امر کو یقینی بنانے کیلئے مضبوط اور پیش بندانہ کردار ادا کرے۔

سول سوسائٹی الائنس پاکستان کی تشکیل

تحریر: نیئر شبانہ

دنیا بھر کی عورتوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی (یواین جی اے) کی طرف سے 'یواین ویمن' کے نام سے عورتوں کیلئے الگ ادارہ قائم کرنے کیلئے پیش کی گئی قرارداد کو خوش آمدید کہا ہے۔ اس نئے ادارہ کی بدولت عورتوں کو اپنے معاملات پر پُرزور آواز بلند کرنے میں مدد ملے گی۔ عورتوں کی عالمی تحریکوں کی جدوجہد اور اقوام متحدہ کی رکن ریاستوں کے مابین سال ہا سال مذاکرات کے نتیجے میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 2 جولائی 2010 کو صنفی برابری اور عورتوں کی با اختیاری کی غرض سے نیا ادارہ تشکیل دینے کیلئے قرارداد متفقہ طور پر منظور کی جسے 'یواین ویمن' کے نام سے جانا جائے گا۔

دنیا بھر سے عورتوں کے حقوق کیلئے کام کرنے والے گروپوں اور افراد نے یواین ویمن کی پہلی انڈر سیکرٹری جنرل کے طور پر چلی کی سابق صدرِ مشل بیشلٹ کی تقرری کو بھی خوش آمدید کہا ہے۔ GEAR کے رکن ہونے کے ناطے پاکستان کی حقوق نسواں کی تنظیموں اور سرگرم کارکنوں نے یواین سسٹم کی جانب سے عالمی سطح پر عورتوں کی ضروریات اور درپیش معاملات سے متعلق زیادہ تندہی پر مبنی کردار ادا کرنے کی درخواست پر انتہائی اہم کردار ادا کیا۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی اس شاندار قرارداد پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے حقوق نسواں کے سرگرم کارکنوں اور 12 این جی اوز نے یواین ویمن کے بارے میں سول سوسائٹی الائنس (سی ایس اے) تشکیل دیا تاکہ یواین ویمن کے ابتدائی ڈھانچے اور اختیار سے متعلق اقوام متحدہ کے فیصلوں اور پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کیلئے حکومت اور سول سوسائٹی کی طرف سے اقوام متحدہ سے وکالت پر مبنی کاوشوں کو تقویت دی جاسکے۔

سی ایس اے نے یواین ویمن پر مشاورتی اجلاسوں کے سلسلہ منعقد کیا۔ اس سلسلے کا پہلا اجلاس لاہور میں ہوا جس میں سول سوسائٹی تنظیموں اور حقوق نسواں کیلئے سرگرم کارکنوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں یواین ویمن کے ادارہ جاتی ڈھانچے اور دائرہ کار سے متعلق ممکنہ درپیش چیلنجوں اور توقعات پر تبادلۂ خیال کیا گیا۔ لاہور کے اجلاس میں مجموعی طور پر سامنے لائے جانے والے امور کو بعد ازاں 8 ستمبر 2010 کو اسلام آباد میں منعقدہ قومی مشاورت کے دوران حکومت، سول سوسائٹی تنظیموں اور مالی امداد فراہم کرنے والے اداروں کے نمائندوں کے سامنے لایا گیا۔

ملک گیر سطح پر مشاورت کے ذریعے، سی ایس اے نے یواین ویمن کے معمولاتی اور عملی پہلوؤں سے متعلق اپنا نقطہ نظر تیار کیا اور 'یواین وومن تناظر۔ حقوق کیلئے سرگرم پاکستانی کارکنوں کے تناظر میں' کے عنوان سے ایک مسودہ بھی تیار کیا۔

مشاورتی اجلاسوں کے بعد، سی ایس اے نے وزارت خارجہ کے نمائندوں اور سماجی شعبے میں وزیراعظم کی معاون خصوصی بیگم شہناز وزیر علی کے ساتھ ملاقات کی اور یواین وومن کے بارے میں پاکستانی سول سوسائٹی تنظیموں کے نقطہ نظر سے آگاہ کیا۔

یواین وومن کے حوالے سے یہ مسودہ (جسکے چیدہ چیدہ پہلو نیچے دیئے جارہے ہیں) اس پاکستانی وفد کو بھی دیا گیا جو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ستمبر میں ہونیوالے اجلاس میں شرکت کیلئے نیویارک جارہا تھا۔

عورت فاؤنڈیشن کی مادرِ وطن سیلاب امداد مہم

عورتوں، بچوں اور ضعیف العمر شہریوں کی امداد اور بحالی کیلئے ملک گیر تحریک

عورت فاؤنڈیشن
Motherland Flood Relief Campaign
for women and children
مادر وطن سیلاب امداد مہم
عورتوں اور بچوں کے لئے
Patron-in-Chief: Nigar Ahmad
Aurat Foundation
Global Flood Relief Coordinator: Dr. Masuma Hasan

تحریر: ابتسام حسن قیصرانی

پاکستان کی تاریخ میں قدرتی آفات کی بدترین مثال، حالیہ سیلاب کی تباہیوں سے نمٹنے کیلئے عورت فاؤنڈیشن نے فوری طور پر مادر وطن سیلاب امداد مہم شروع کی۔ تباہ کن سیلاب نے ملک کے چاروں صوبوں میں تقریباً دو کروڑ دس لاکھ افراد کو متاثر کیا، اناج کے ڈھیر اُجاڑ دیئے، جبکہ ایک ہزار نو سو اکسٹھ افراد لقمہ اجل بنے۔

لاکھوں افراد کو اپنے گھر اور روزگار چھوڑنا پڑے، اَسی لاکھ ایکٹر سے زیادہ رقبے پر مشتمل گندم، کپاس، گنے اور دوسری اہم فصلیں بہہ گئیں۔ صحت اور صفائی کی صورت حال خطرناک حد تک تباہ ہوگئی ہے جس کے ایک طرف گیسٹرو (پیٹ کی بیماریاں)، ہیضہ، ملیریا اور ڈنگی بخار جیسی وبائی امراض کے پھیلنے کا خدشہ ہے جبکہ دوسری طرف بڑی سطح پر سانپ کے کاٹنے، خارش، سانس اور نظام انہظام سے متعلق مسائل پیدا ہونے کا واضح خطرہ موجود ہے۔

عورت فاؤنڈیشن کے 'سٹیزنز نیٹ ورکس' جو اس کا بنیادی تنظیمی سرمایہ ہیں اور ملک کے ایک سو دس اضلاع میں نچلی سطح پر موجود ہیں، متاثرین کو فوری امداد کی فراہمی کیلئے اسکی ملک گیر سیلاب امداد مہم کی بنیاد بنے۔ سٹیزن ایکشن کمیٹیز فار وومنز رائیٹس، ویمنز لیڈر گروپس اور ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن کمیٹیز کے سینکڑوں رضا کاروں کی بدولت ہی عورت فاؤنڈیشن سیلاب کی تباہ کاریوں سے نمٹنے کیلئے فوری اقدامات کرسکی۔

پہلا امدادی سامان خیبر پختونخواہ کے ان علاقوں میں بھیجا گیا جہاں زیادہ تباہی ہوئی۔ بعدازاں، عورت فاؤنڈیشن نے اپنی مادر وطن سیلاب امداد مہم کو سندھ، پنجاب اور بلوچستان کے ان اضلاع تک پھیلایا جو عورت فاؤنڈیشن کے علاقائی دفاتر کے قریب تھے اور جہاں اسکے رضا کاروں کی رسائی زیادہ آسان اور ممکن تھی۔

اس مہم کیلئے مالی امداد کے حصول میں عورت فاؤنڈیشن کو ملک اور ملک سے باہر اپنے عالمی شراکت اداروں، دوستوں اور ہمدردوں کا مسلسل تعاون حاصل تھا۔

عالمی سطح پر ساتھی تنظیم، امریکہ کی 'ویمن لرننگ پارٹنرشپ (WLP) نے مادر وطن امداد مہم کیلئے فنڈز کے حصول میں ہمارا مکمل ساتھ دیا۔ خود WLP اور اسکی عالمی سطح کی سترہ ساتھی تنظیموں نے سیلاب کی صورت حاصل سے باخبر رہنے کیلئے عورت فاؤنڈیشن کی ویب سائٹ کو اپنی ویب سائٹ کے ساتھ منسلک کیا اور مادر وطن سیلاب امداد مہم کی اپیل کو عربی، فرانسیسی، ہسپانوی اور پُرتگالی زبانوں میں ترجمہ کر کے اپنے کام کے علاقوں میں پھیلایا۔ انکے علاوہ موریطانیہ میں قائم ہوم نیٹ ساؤتھ ایشیاء، ملائشیاء کی انٹرنیشنل ویمنز رائیٹس واچ گروپ۔ ایشیاء پیسفک، اور آسٹریلیا سے تعلق والی تنظیم 'چمک پاکستان' نے بھی مادر وطن امدادی مہم کی سرگرمیوں میں بھرپور ساتھ دیا۔

اگرچہ انتہائی متاثرہ علاقوں میں کسی حد تک فوری ضرورتوں کو پورا کیا گیا، تاہم عورت فاؤنڈیشن مزید امدادی سرگرمیوں اور بعد از سیلاب بحالی کیلئے قلیل و طویل مدت تعاون کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ تباہ شدہ روزگار، گھر اور ذرائع آمدرفت دوبارہ تعمیر کیئے جائیں گے۔ اس حوالے سے عورتوں پر منحصر گھرانوں کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ ان گھرانوں کو اپنے روزگار کی بحالی اور زمینوں کے ملکیتی حقوق کیلئے خاصی جدوجہد کرنی پڑے گی۔ اس کے علاوہ نفسیاتی دباؤ بھی ایک توجہ طلب مسئلہ ہے کیونکہ سیلاب سے متاثرہ افراد زندگیوں کی بحالی کے حوالے سے ایک نفسیاتی کھچاؤ سے گزرتے ہیں۔

—— مضمون نگار عورت فاؤنڈیشن کی ڈائریکٹر پروگرامز ہیں

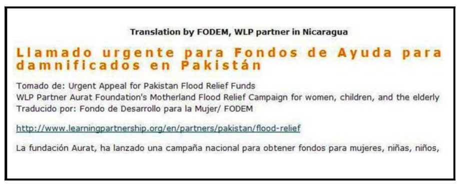
Translation by FODEM, WLP partner in Nicaragua

Llamado urgente para Fondos de Ayuda para damnificados en Pakistán

Tomado de: Urgent Appeal for Pakistan Flood Relief Funds
WLP Partner Aurat Foundation's Motherland Flood Relief Campaign for women, children, and the elderly
Traducido por: Fondo de Desarrollo para la Mujer/ FODEM

http://www.learningpartnership.org/en/partners/pakistan/flood-relief

La fundación Aurat, ha lanzado una campaña nacional para obtener fondos para mujeres, niñas, niños,

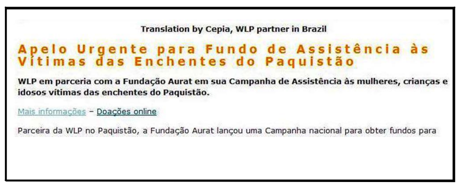
Translation by Cepia, WLP partner in Brazil

Apelo Urgente para Fundo de Assistência às Vítimas das Enchentes do Paquistão

WLP em parceria com a Fundação Aurat em sua Campanha de Assistência às mulheres, crianças e idosos vítimas das enchentes do Paquistão.

Mais informações – Doações online

Parceira da WLP no Paquistão, a Fundação Aurat lançou uma Campanha nacional para obter fundos para

ڈبلیوایل پی اور عورت فاؤنڈیشن کی جانب سے ہسپانوی، پرتگالی اور عربی زبانوں میں سیلاب سے متاثرہ لوگوں کیلئے امداد کی عالمی اپیلیں

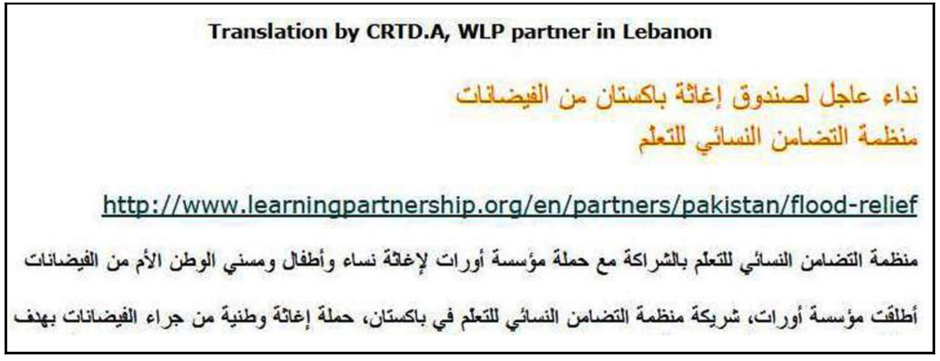
Translation by CRTD.A, WLP partner in Lebanon

نداء عاجل لصندوق إغاثة باكستان من الفيضانات
منظمة التضامن النسائي للتعلم

http://www.learningpartnership.org/en/partners/pakistan/flood-relief

منظمة التضامن النسائي للتعلم بالشراكة مع حملة مؤسسة أورات لإغاثة نساء وأطفال ومسني الوطن الأم من الفيضانات

أطلقت مؤسسة أورات، شريكة منظمة التضامن النسائي للتعلم في باكستان، حملة إغاثة وطنية من جراء الفيضانات بهدف

AURAT
Praise Worthy is Allah, the Sustainer ... we do preside over the day of final judgment we do and we do seek only your support to serve
Ya Allah Guide us along the well-established dir
of those on whom you showered your favors

عورت فاؤنڈیشن کا سٹاف اور سٹیزن ایکشن کمیٹیوں کے رضا کار سیلاب سے متاثرہ عورتوں اور بچوں میں امدادی سامان تقسیم کرتے ہوئے (بائیں سے دائیں) کراچی، پشاور، کوئٹہ، ڈیرہ غازی خان، سکھر اور نوشہرہ میں

CITIZEN ACTION COMMITT
NOW
AURAT FOUNDATION

عید گفٹ منجانب وِمن لیڈر گروپ
چیئرپرسن محترمہ طیبہ ... ڈی جی خان
(عورت فاؤنڈیشن)

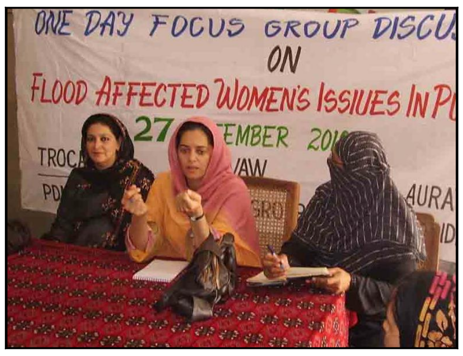
ONE DAY FOCUS GROUP DISCU
ON
FLOOD AFFECTED WOMEN'S ISSIUES IN P
27
EMBER 20

طیبہ عزیز اور نبیلہ شاہین گروپ ڈسکشن میں خیالات کا اظہار کرتے ہوئے

سیلاب سے متاثرہ عورتوں کے مسائل پر بحث کا اہتمام

لاہور آفس کی ٹیم نے جنوبی پنجاب میں سیلاب سے متاثرہ عورتوں کی معلومات کے حوالے سے 27 ستمبر 2010 کو ڈی جی خان میں ایک فوکس گروپ ڈسکشن کا اہتمام کیا۔ اس مباحثہ میں محترمہ طیبہ عزیز، چیئر پرسن 'ویمن لیڈر گروپ' کے علاوہ مقامی این جی اوز، سٹیزن ایکشن کمیٹی اور سیلاب سے متاثرہ عورتوں نے بھی اس مباحثے میں شرکت کی۔

برابری کے حقوق کیلئے عورتوں کی اسمبلی کا انعقاد

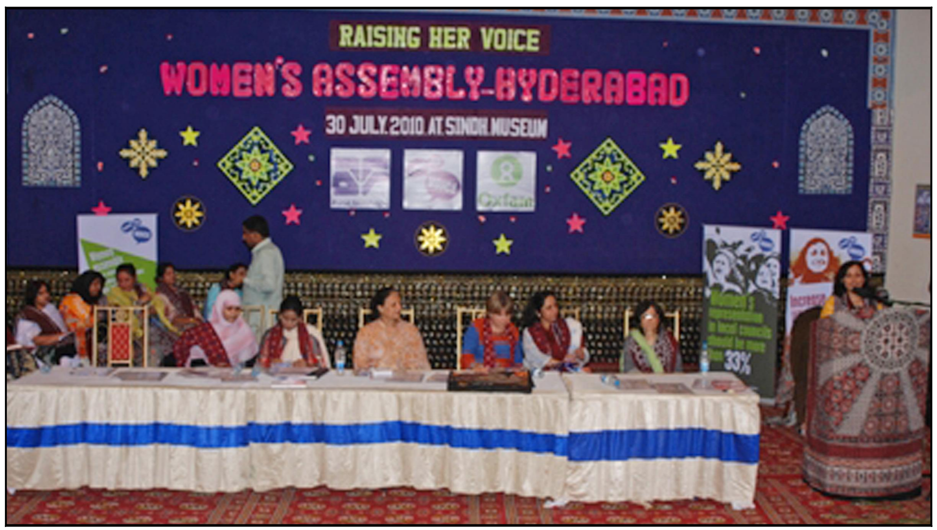

حیدر آباد کی ممتاز خاتون رہنماء امر سندھو عورتوں کی اسمبلی سے خطاب کر رہی ہیں؛ آکسفیم جی بی کی چیف ایگزیکٹو باربرہ سٹاکنگ، ڈاکٹر معصومہ حسن اور دوسری خواتین رہنماء سٹیج پر تشریف فرما ہیں۔

عورت فاؤنڈیشن اور آکسفیم جی بی کے مشترکہ پروجیکٹ 'ریزینگ ہر وائس' کے پلیٹ فارم سے حیدر آباد میوزیم میں 30 جولائی 2010 کو ایک روزہ عورتوں کی اسمبلی منعقد کی گئی۔ اس اسمبلی کا انعقاد، آکسفیم جی بی کی چیف ایگزیکٹو باربرہ سٹاکنگ کی حیدر آباد آمد کے حوالے سے کیا گیا۔ اسمبلی میں عورتوں کے مسائل پر کام کرنے والی تنظیموں کے علاوہ سندھ کے 9 اضلاع اور بلوچستان کے 3 اضلاع سے 50 رہنماء عورتوں کے گروپ نے بھی نمائندگی کی۔

ڈاکٹر معصومہ حسن، جو عورت فاؤنڈیشن کے بورڈ آف گورنرز کی بانی ممبر ہیں، نے کہا کہ معاشرے میں ایک بڑی تبدیلی آچکی ہے اور اب عورتیں سیاست سے لے کر زندگی کے ہر شعبے میں شامل ہیں۔

باربرہ سٹاکنگ نے کہا کہ 17 ممالک میں عورت تحریک گروپ قائم کیئے گئے ہیں تاکہ عورتوں میں قائدانہ صلاحیتوں کو اُجاگر کیا جائے اور عورتوں کو حقوق کے بارے میں آگاہی ملے۔

متحرمہ فیروزہ زہرہ نے اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان کے 30 اضلاع میں ویمن لیڈر گروپس تشکیل دیئے جاچکے ہیں جس میں 1,500 عورتیں رہنماء شامل ہیں۔

سیالکوٹ میں قتل: قومی ضمیر پر ایک دھبہ

پاکستان کی تاریخ میں 15 اگست، 2010 ایک تاریک دن تھا۔ جب سیالکوٹ میں دو بھائیوں، 15 سالہ حافظ مغیث اور 19 سالہ حافظ منیب کو رمضان کے مبارک مہینے میں لوگوں کے ایک گروہ نے پولیس کے سامنے بیہمانہ طریقے سے قتل کر دیا اور ان کی لاشیں سڑک پر گھسیٹی گئیں۔ کئی لوگوں اور پولیس اہلکاروں نے اس واقعہ کو دیکھا مگر کسی نے بھی اسی بربریت کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔

انسانی حقوق کی تنظیموں اور سماجی کارکن اور معاشرے کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اس واقعہ کی مذمت کی اور مجرموں کو اس واقعہ پر سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ انسانی حقوق اتحاد جو کہ انسانی حقوق پر کام کرنے والی تنظیموں کا ایک نیٹ ورک ہے انہوں نے بھی اس واقعہ کی نہ صرف مذمت کی بلکہ آئندہ اس طرح کے پُرتشدد واقعات سے نمٹنے کیلئے مستقل لائحہ عمل تشکیل دینے کے لیے اجلاس منعقد کیا۔

اجلاس کے شرکاء نے اس بات پر زور دیا کہ تمام انسانی حقوق کی تنظیموں اور سماجی کارکنان کو مل کر لوگوں کے رویے میں مثبت تبدیلی لانے کیلئے اکٹھے ہو کر کام کرنا چاہیئے تاکہ ایک منصفانہ جمہوری اور پُرامن معاشرے کا قیام عمل میں لایا جا سکے۔ (IHI) کے فورم کے زیر اہتمام ہونے والی میٹنگ میں ایک جامع بحث کے بعد یہ فیصلہ طے پایا کہ ملک میں اس طرح کے واقعات سے نمٹنے کے لیے ایک تحریک چلائی جائے جس کا نام 'تشدد کے خاتمے کیلئے شہریوں کی مہم' (CCEV) رکھا گیا۔

اس اجلاس میں یہ بھی فیصلہ ہوا کہ یہ تحریک عام شہریوں کو ایک اکٹھا پلیٹ فارم مہیا کرے گی جس میں طلباء و طالبات، سماجی کارکنان اور اساتذہ کو شامل کر کے میڈیا کے تعاون سے لوگوں میں شعور اجاگر کیا جائیگا۔ (از سٹاف رپورٹر)

Consultation
On
"Problems & Issues of Flood Affected Women"
Sep 30th, 2010
Marriott, Karachi
Aurat Publi
Information Service Foundation

PDM-VAW ٹیم کراچی آفس نے 30 ستمبر 2010 کو ایک فوکس گروپ ڈسکشن منعقد کی، جس کا عنوان 'سیلاب سے متاثرہ خواتین کے مسائل اور مشکلات' تھا جس میں محترم قیصر بنگالی، ایڈوائزر وزیر اعلیٰ سندھ، محترم شہاب اوستو، تجزیہ نگار، محترمہ شہر بانو، صحافی، محترمہ کشور زہرہ، ایم این اے (ایم کیو ایم)، محترمہ حمیرا علوانی، ایم پی اے (پی پی پی) اور دیگر ماہرین نے شرکت کی۔ محترمہ مہناز رحمٰن، عورت فاؤنڈیشن، کراچی آفس، نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔

مصالحاتی جرگہ کی تربیت کاری کیلئے ورکشاپ

Local Action To Combat Gender Injustices
Three Days Advance Capacity Building Workshop With
Musalihati Jirga Members
19th - 21th Aug 2010
NCA

مصالحاتی جرگے کے ممبران کی تربیت کیلئے منعقدہ تین روزہ ورکشاپ کے شرکاء

عورت فاؤنڈیشن پشاور ٹیم نے اگست 21-19، 2010 کو ضلع ہری پور میں تین روزہ ورکشاپ کا اہتمام کیا جس کا مقصد مصالحاتی جرگہ کے ممبران کی تربیت اور صلاحیتوں کو بڑھانا تھا۔ ورکشاپ کا اہتمام پشاور آفس کے علاقائی پراجیکٹ 'مقامی اقدام برائے خاتمہ صنفی ناانصافی' کی طرف سے کیا گیا۔

اس ورکشاپ میں زیادہ تر صنفی بنیاد پر تشدد، جبری شادی اور خواتین کے حق وراثت سے منسلک مسائل کو زیر بحث لایا گیا۔ ورکشاپ میں شرکت کیلئے ضلع ہری پور کی 20 یونین کونسلوں سے لوگوں کو بلایا گیا تھا۔ شرکاء نے جبری شادی اور عورتوں کے وراثتی حقوق پر قانونی حوالے سے تفصیلی بات کی۔

ANBREEN YASIN
Bedari
REHANA WAGHA
Quaid-e-Azam University

امبرین یاسین، رُباب افضل اور ثروت وزیر فوکس گروپ ڈسکشن میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے

اسلام آباد میں PDM-VAW ٹیم نے یونیورسٹی طالبات اور سول سوسائٹی کی خواتین کارکنوں کے ساتھ مورخہ یکم اکتوبر 2010 کو عورت فاؤنڈیشن کے دفتر میں ایک فوکس گروپ ڈسکشن کا اہتمام کیا جس کا موضوع تھا 'حاملہ خواتین پر سیلاب کے اثرات' اور اس میں خصوصاً پوسٹ پارٹم ڈپریشن کو زیر بحث لایا گیا۔ اس مباحثے میں فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی اور پرسٹن یونیورسٹی کی طالبات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ موضوع پر گفتگو کرنے والوں میں محترمہ امبرین یاسین، محترمہ رُباب افضل اور محترمہ ثروت وزیر شامل تھیں جنھوں نے اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کی۔ اس بحث کا اہتمام PDM-VAW کی بینا خان نے کیا۔